## ارشاد باری تعالیٰ

وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يُّوَفَّ اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ○ (سورۃ البقرہ:273)

ترجمہ: اور جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو تو وہ تمہارے اپنے ہی فائدہ میں ہے۔ جب کہ تم تو اللہ کی رضا جوئی کے سوا (کبھی) خرچ نہیں کرتے اور جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو وہ تمہیں بھرپور واپس کر دیا جائے گا۔ اور ہرگز تم سے کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔


بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ وَعَلٰى عَبۡدِهِ الۡمَسِيۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ

# بدر

ہفت روزہ قادیان

The Weekly BADAR Qadian

جلد 67

ایڈیٹر: منصور احمد

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، تنویر احمد ناصر ایم اے

شمارہ 41

شرح چندہ: سالانہ 700 روپے

بیرونی ممالک: بذریعہ ہوائی ڈاک 50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

1/صفر 1440 ہجری قمری ● 11/اخاء 1397 ہجری شمسی ● 11/اکتوبر 2018ء


## اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 5/اکتوبر 2018 کو مسجد بیت الفتوح مورڈن (لندن) سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اسکا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

**سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کشتی نوح میں ہماری تعلیم کا جو حصہ ہے وہ ضرور ہر ایک احمدی کو پڑھنا چاہئے بلکہ پوری کشتی نوح ہی پڑھنی چاہئے**

### یہ پیلاطوس (کپتان ڈگلس۔ناقل) مسیح ابن مریم کے پیلاطوس کی نسبت زیادہ بااخلاق ثابت ہوا

### کیونکہ عدالت کے امر میں وہ دلیری اور استقامت سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشوں کی اُس نے کچھ بھی پروانہ کی اور قومی اور مذہبی خیال نے بھی اس میں کچھ تغیر پیدا نہ کیا اور اس نے عدالت پر پورا قدم مارنے سے ایسا عمدہ نمونہ دکھایا کہ اگر اس کے وجود کو قوم کا فخر اور حکّام کیلئے نمونہ سمجھا جائے تو بیجا نہ ہوگا

**کشتی نُوح سے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کے ارشاداتِ عالیہ**

وہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے مقدمہ سے بہت سخت تھا کیونکہ حضرت عیسیٰ پر جو مقدمہ کیا گیا اس کی بنا محض ایک مذہبی اختلاف پر تھی جو حاکم کے نزدیک ایک خفیف بات تھی بلکہ کچھ بھی نہ تھی مگر میرے پر جو مقدمہ کھڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعویٰ تھا اور جیسا کہ مسیح کے مقدمہ میں یہودی مولویوں نے جا کر گواہی دی تھی ضرور تھا کہ اس مقدمہ میں بھی کوئی مولویوں میں سے گواہی دیتا اِس لئے اس کام کیلئے خدا نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو انتخاب کیا اور وہ ایک بڑا لمبا جُبّہ پہن کر گواہی کیلئے آیا اور جیسا کہ سردار کاہن مسیح کو صلیب دلانے کیلئے عدالت میں گواہی دینے کیلئے آیا تھا یہ بھی موجود ہوئے صرف فرق اس قدر تھا کہ سردار کاہن کو پیلاطوس کی عدالت میں کرسی ملی تھی کیونکہ یہودیوں کے معزز بزرگوں کو گورنمنٹ رومی میں کرسی ملتی تھی اور بعض ان میں سے آنریری مجسٹریٹ بھی تھے اِس لئے اس سردار کاہن نے عدالت کے قواعد کے لحاظ سے کرسی پائی اور مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کھڑا تھا۔ لیکن میرے مقدمہ میں اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنوں کی امیدوں کے کپتان ڈگلس نے جو پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تھا مجھے کرسی دی اور یہ پیلاطوس مسیح ابن مریم کے پیلاطوس کی نسبت زیادہ بااخلاق ثابت ہوا کیونکہ عدالت کے امر میں وہ دلیری اور استقامت سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشوں کی اُس نے کچھ بھی پروانہ کی اور قومی اور مذہبی خیال نے بھی اس میں کچھ تغیر پیدا نہ کیا اور اس نے عدالت پر پورا قدم مارنے سے ایسا عمدہ نمونہ دکھایا کہ اگر اس کے وجود کو قوم کا فخر اور حکّام کیلئے نمونہ سمجھا جائے تو بیجا نہ ہوگا عدالت ایک مشکل امر ہے جب تک انسان تمام تعلقات سے علیحدہ ہو کر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹھے تب تک اس فرض کو عمدہ طور پر ادا نہیں کر سکتا مگر ہم اس سچی گواہی کو ادا کرتے ہیں کہ اِس پیلاطوس نے اس فرض کو پورے طور پر ادا کیا۔ اگرچہ پہلا پیلاطوس جو رومی تھا اس فرض کو اچھے طور پر ادا نہیں کر سکا اور اس کی بُزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیف کا نشانہ بنایا یہ فرق ہماری جماعت میں ہمیشہ تذکرہ کے لائق ہے جب تک کہ دنیا قائم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکھوں کروڑوں افراد تک پہنچے گی ویسی ویسی تعریف کے ساتھ اس نیک نیّت حاکم کا تذکرہ رہے گا اور یہ اس کی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اس کام کیلئے اُسی کو چنا۔ ایک حاکم کیلئے کس قدر یہ امتحان کا موقعہ ہے کہ دو فریق اس کے پاس آویں کہ ایک ان میں سے اس کے مذہب کا مشنری ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جو اس کے مذہب کا مخالف ہے اور اُس کے پاس بیان کیا گیا ہے کہ وہ اُس کے مذہب کا سخت مخالف ہے لیکن اس بہادر پیلاطوس نے اس امتحان کو بڑے استقلال سے برداشت کر لیا اور اس کو ان کتابوں کے مقام دکھلائے گئے جن میں کم فہمی سے عیسائی مذہب کی نسبت سخت الفاظ سمجھے گئے تھے اور ایک مخالفانہ تحریک کی گئی تھی مگر اس کے چہرہ پر کچھ تغیر پیدا نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی روشن کانشنس کی وجہ سے حقیقت تک پہنچ گیا تھا اور چونکہ اُس نے مقدمہ کی اصلیت کو سچے دل سے تلاش کیا اس لئے خدا نے اس کی مدد کی اور اُس کے دل پر سچائی کا الہام کیا اور اس پر واقعی حقیقت کھولی گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اُس کو نظر آ گئی اُس نے مجھے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد حسین جو سردار کاہن کی طرح مخالفانہ گواہی کیلئے آیا تھا مجھے کرسی پر بیٹھا ہوا پایا اور جس ذلت کو دیکھنے کیلئے میری نسبت اُس کی آنکھ شوق رکھتی تھی اُس ذلت کو اُس نے نہ دیکھا تب مساوات کو غنیمت سمجھ کر وہ بھی اُس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اس پیلاطوس نے اُسے ڈانٹا اور زور سے کہا کہ تجھے اور تیرے باپ کو کبھی کرسی نہیں ملی ہمارے دفتر میں تمہاری کرسی کیلئے کوئی ہدایت نہیں۔ اب یہ فرق بھی غور کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے یہودیوں سے ڈر کر ان کے بعض معزز گواہوں کو کرسی دے دی اور حضرت مسیح کو جو مجرم کے طور پر پیش کئے گئے تھے کھڑا رکھا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا خیر خواہ تھا بلکہ مریدوں کی طرح تھا اور اس کی بیوی مسیح کی خاص مرید تھی جو ولی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہاں تک حرکت صادر کرائی کہ ناحق بے گناہ مسیح کو یہودیوں کے حوالہ کر دیا میری طرح کوئی خون کا الزام نہ تھا صرف معمولی طور پر مذہبی اختلاف تھا لیکن وہ رومی پیلاطوس دل کا قوی نہ تھا اس بات کو سن کر ڈر گیا کہ قیصر کے پاس اُس کی شکایت کی جائے گی اور پھر ایک اور مماثلت پہلے پیلاطوس اور اس پیلاطوس میں یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے اس وقت جو مسیح ابن مریم عدالت میں پیش کیا گیا یہودیوں کو کہا تھا کہ میں اس شخص میں کوئی گناہ نہیں دیکھتا ایسا ہی جب آخری مسیح اس آخری پیلاطوس کے روبرو پیش ہوا اور اس مسیح نے کہا کہ مجھے چند روز تک جواب کیلئے مہلت دینی چاہئے کہ مجھ پر خون کا الزام لگایا جاتا ہے تب اس آخری پیلاطوس نے کہا کہ میں آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا یہ دونوں قول دونوں پیلاطوسوں کے بالکل باہم مشابہ ہیں اگر فرق ہے تو صرف اس قدر ہے کہ پہلا پیلاطوس اپنے اس قول پر قائم نہ رہ سکا اور جب اس کو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کریں گے تو وہ ڈر گیا اور حضرت مسیح کو اس نے عمداً خونخوار یہودیوں کے حوالہ کر دیا گو وہ اس سپردگی سے غمگین تھا اور اس کی عورت بھی غمگین تھی کیونکہ وہ دونوں مسیح کے سخت معتقد تھے لیکن یہودیوں کا سخت شور وغوغا دیکھ کر بزدلی اُس پر غالب آ گئی ہاں البتہ پوشیدہ طور پر اس نے بہت سعی کی کہ مسیح کی جان کو صلیب سے بچایا جاوے اور اس سعی میں وہ کامیاب بھی ہو گیا مگر بعد اس کے کہ مسیح صلیب پر چڑھایا گیا اور شدت درد سے ایک ایسی سخت غشی میں آ گیا کہ گویا وہ موت ہی تھی۔ بہرحال پیلاطوس رومی کی کوشش سے مسیح ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کیلئے پہلے سے مسیح کی دعا منظور ہو چکی تھی۔ دیکھو عبرانیاں، باب 5 آیت 7۔☆

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 55 تا 57)

☆ مسیح نے بطور پیشگوئی خود بھی کہا کہ بجز یونس کے نشان کے اور کوئی نشان دکھایا نہیں جائے گا پس مسیح نے اپنے اس قول میں یہ اشارہ کیا کہ جس طرح یونس زندہ ہی مچھلی کے پیٹ میں داخل ہوا اور زندہ ہی نکلا ایسا ہی میں بھی زندہ ہی قبر میں داخل ہوں گا اور زندہ ہی نکلوں گا سو یہ نشان بجز اس کے کیونکر پورا ہو سکتا تھا کہ مسیح زندہ صلیب سے اُتارا جاتا اور زندہ قبر میں داخل ہوتا اور یہ جو حضرت مسیح نے کہا کہ کوئی اور نشان نہیں دکھایا جائے گا اس فقرہ میں گویا مسیح ان لوگوں کا رد کرتا ہے کہ جو کہتے ہیں کہ مسیح نے یہ نشان بھی دکھلایا کہ آسمان پر چڑھ گیا۔ منہ۔


جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

# قرآن کریم نے بڑی وضاحت سے مسلمانوں کو تمام مذاہب کی عبادتگاہوں کی حفاظت کیلئے کھڑے ہونے کی تعلیم دی

## مذہبی آزادی اسلام کا قائم کردہ ایک بنیادی عقیدہ ہے

# ایک حقیقی مسجد جو خدائے واحد کی عبادت کیلئے تعمیر کی گئی ہے وہ محبت اور ہمدردی اور ہم آہنگی کا مرکز ہوتی ہے

## وہ وحدت کی علامت ہوتی ہے اور ماحول میں امن کی اشاعت کا مرکز ہوتی ہے

### مسجد بیت المقیت (والسال، برطانیہ) کے افتتاح کے موقع پر مہمانان کرام سے سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب

مورخہ 12 رمئی 2018 کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ والسال (Walsall) یو.کے کی نئی مسجد ''بیت المقیت'' کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت سے جو خطاب فرمایا تھا وہ گزشتہ شمارہ کی زینت بن چکا ہے۔ احباب جماعت سے خطاب کے بعد حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے علاقہ کے غیر مسلم مہمانوں سے بھی خطاب فرمایا۔ حضور انور کا یہ بہت ہی خوبصورت اور بصیرت افروز خطاب الفضل انٹرنیشنل 7 ستمبر 2018 کے شکریہ کے ساتھ قارئین بدر کیلئے پیش ہے۔ (ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور نے تمام مہمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کی دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ سب سے پہلے مَیں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو والسال میں نئی مسجد کے افتتاح کے موقع پر اس رسپشن میں ہمارے ہاں تشریف لائے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: آج کی دنیا میں عام دستور ہے کہ باہمی تعلقات کی بنا پر لوگ ایک دوسرے کی خوشیوں میں اور مختلف تقریبات میں شامل ہونے کیلئے دعوت قبول کرتے ہیں اور بالعموم ایسی تقریبات کا تعلق مذہب سے نہیں ہوتا۔ لیکن یہ ایک خالص مذہبی تقریب ہے جہاں ہماری مسجد کا باقاعدہ طور پر افتتاح عمل میں آرہا ہے چنانچہ اس میں شمولیت کیلئے آپ نے ہماری دعوت قبول کی جبکہ اکثر آپ میں سے مسلمان نہیں ہیں۔ یہ بات آپ کے کھلے دل اور کھلے ذہن کی غماز ہے اور یہ کہ آپ روادار لوگ ہیں اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے والے ہیں۔ تاہم ممکن ہے کہ آپ میں سے بعض، خواہ وہ ہمارے ہمسائے ہوں یا دوسرے مہمان، وہ کسی حد تک مسجد کی تعمیر کے متعلق بعض اندیشے رکھتے ہوں اور انہیں شاید یہ خوف ہو کہ اس سے سوسائٹی میں تقسیم ہوگی یا تناؤ پیدا ہوگا۔ میں آپ کی اس فکرمندی کو سمجھتا ہوں کیونکہ ہم سب دیکھتے ہیں کہ بعض نام نہاد مسلمانوں نے یُو.کے میں اور دوسرے ممالک میں بھی بعض نہایت خوفناک اور دہشت گردانہ حرکتیں کی ہیں۔ اس قسم کے واقعات نے اسلام کے متعلق غلط تصوّر قائم کیا ہے۔ اس طرح کئی مسلم ممالک میں مسلسل کئی سالوں سے بدنظمی اور دہشت گردی کے واقعات رونما ہوئے ہیں اور خانہ جنگی کے حالات پیدا ہوئے اور دونوں اطراف نے طاقت اور اقتدار کے حصول کیلئے بہت خون بہائے اور تباہی مچائی اور لاکھوں افراد ہلاک ہوئے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق والسال سے بھی بعض مسلمان، دہشتگرد گروپس کے ساتھ مل کر لڑائی میں شامل ہوئے۔ شاید وہ سمجھتے تھے کہ وہ اسلام کے دفاع کیلئے لڑنے جارہے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جس قسم کی ظالمانہ کارروائیوں کے وہ مرتکب ہوئے وہ مکمل طور پر اسلام کی تعلیمات کے منافی ہیں اور اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ اُس مذہب کی تعلیمات سے کلّی طور پر نابلد اور ناآشنا ہیں جس کی طرف منسوب ہونے کا وہ دعویٰ کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے شاید آپ میں سے بعض یہ سوال کرنا چاہیں کہ آغاز اسلام میں جنگیں کیوں کی گئیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ مَیں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ابتدائی مسلمانوں نے جارحانہ جنگیں نہیں کیں یا محض علاقوں کو فتح کرنے کیلئے جنگیں نہیں کیں بلکہ وہ خود اپنے مخالفین کی طرف سے مسلسل جبر اور ظلم کا نشانہ بنے ہوئے تھے اور کئی سال تک ان ظلموں کا نشانہ بنے رہنے کے بعد بالآخر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دفاع کی اجازت دی۔ قرآن کریم میں جہاں اس دفاعی جنگ کی اجازت کا ذکر کیا گیا وہاں بڑی وضاحت سے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ اجازت مذہبی آزادی کے عالمی اصول کے تحت دی گئی ہے نہ کہ صرف اسلام کے دفاع کیلئے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اگر اپنے دفاع کی یہ اجازت نہ دی جاتی تو چرچ اور مندر اور یہودیوں کی عبادتگاہیں اور دیگر مذاہب کی عبادتگاہیں اور مسجدیں بھی شدید خطرات میں ہوتیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے بڑی وضاحت سے مسلمانوں کو تمام مذاہب کی عبادتگاہوں کی حفاظت کیلئے کھڑے ہونے کی تعلیم دی اور مذہبی آزادی اسلام کا قائم کردہ ایک بنیادی حق اور عقیدہ ہے۔ اس لئے اگر آپ میں سے کسی کو یہ خوف ہو کہ یہ مسجد انتہا پسند اور ظالم لوگوں کا مرکز بنے گی تو میں آپ کو آغاز میں ہی یہ یقین دلاتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ ہمارا مذہب لوگوں کو محبت اور باہمی گفت وشنید کے ذریعہ ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے، نہ کہ کسی جبر اور خوف کے ذریعہ۔ اسلام ہر قسم کی انتہا پسندی اور دہشت کو مسترد کرتا ہے۔ اس بارہ میں کسی قسم کا کوئی اشتباہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کو جس خدا کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے اس کے متعلق قرآن کریم کی پہلی سورت میں ہی بتایا گیا کہ وہ رَبُّ الْعَالَمِیْن ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ تمام جہانوں کو پیدا کرنے والا اور ان کی ضروریات کے سامان مہیا کرنے والا ہے۔ اس لئے جب ایک مسلمان اس عظیم ہستی کے سامنے جھکتا ہے جو تمام بنی نوع انسان کی ضروریات کو پورا کرنے والی ہے جو تخلیق کا منبع ہے تو اس کیلئے ناممکن ہے کہ وہ کسی دوسرے شخص کو کوئی تکلیف پہنچائے خواہ وہ اس کی اپنی جماعت سے ہو یا نہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں ہم یہ پختہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ رَبُّ الْعَالَمِیْن جس کی ہم عبادت کرتے ہیں وہ سب کی ضروریات کو پورا کرنے والا ہے خواہ کوئی عیسائی ہو، یہودی ہو، مسلمان ہو، سکھ ہو، ہندو ہو یا کسی بھی دوسرے مذہب یا عقیدہ سے تعلق رکھتا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا یہ پختہ اعتقاد ہے کہ وہ ان کی بھی ضروریات کو پورا کرنے والا ہے جو اس کے وجود کا ہی انکار کرتے ہیں۔ جب کہ یہ ہمارے اعتقاد کی حقیقت ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی مسلمان جو رَبُّ الْعَالَمِیْن کی حقیقی عبادت کا دعویٰ کرتا ہے وہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کا تصور بھی کر سکے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس ایک حقیقی مسجد جو خدائے واحد کی عبادت کیلئے تعمیر کی گئی ہے وہ محبت اور ہمدردی اور ہم آہنگی کا مرکز ہوتی ہے۔ وہ وحدت کی علامت ہوتی ہے اور ماحول میں امن کی اشاعت کا مرکز ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں جہاں بھی مسجدوں کے متعلق احکام دیئے گئے ہیں وہاں لازمی قرار دیا گیا ہے کہ مسجدوں میں آنے والے اپنے اپنے دلوں کو پاک کریں اور خدائے واحد کی عبادت کیلئے سب اکٹھے ہوں۔ مثلاً قرآن کریم کی ساتویں سورت کی 32ویں آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے لباس اور عمل میں طہارت کے بعد کسی کو مسجد میں داخل ہونا چاہئے۔ جسمانی اور ذہنی طور پر صفائی کا تقاضا انسان کو غلط حرکتوں اور بدیوں اور دوسرے خطرناک اثرات سے بچانے کیلئے ہی ہے۔

یہ بات پیش نظر رکھنے والی ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف مسلمانوں کو ہی مخاطب نہیں فرمایا بلکہ فرمایا ہے ''یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ'' یعنی تمام بنی آدم کو خطاب فرمایا ہے اور تمام لوگ خواہ وہ مسلمان ہیں یا غیر مسلم ان سب کو اللہ تعالیٰ کے گھر میں آنے کی دعوت دی ہے۔ اس لئے اسلامی مساجد کا یہ بنیادی اصول ہے کہ وہ تمام بنی نوع انسان کیلئے کھلی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مسجدوں میں داخل ہونے سے روکنے کو بہت بڑا ظلم اور ناانصافی قرار دیا ہے۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم احمدی پاکستان میں اس ظلم کا نشانہ ہیں جہاں ملکی قانون ہمیں آزادی کے ساتھ مساجد میں داخل ہونے اور اپنے عقیدہ کے بنیادی ارکان پر عمل کرنے سے روکتا ہے۔ کئی دہائیوں سے اس ظلم وستم کو مسلسل سہنے کی وجہ سے ہم وہ لوگ ہیں جو مذہبی آزادی کی اہمیت اور قدر و قیمت کو خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ ان حالات میں ہم والسال کے رہنے والوں کی طرف سے اس مسجد کی تعمیر کی اجازت کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اسے آپ کی فراخ دلی اور انسانی قدروں کی ایک شہادت تصور کرتے ہیں۔

میں نے قرآنی تعلیمات کا ذکر کیا ہے اور اب میں بانی اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کا ذکر کرتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عمر بنی نوع انسان کو وحدت کی لڑی میں پرونے کے لئے کوشاں رہے اور مختلف قبائل اور مختلف عقائد رکھنے والوں کے درمیان روابط کو قائم کرنے کی سعی فرماتے رہے۔ آپ ہمیشہ ان کے درمیان باہمی گفت وشنید اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے کی تعلیم دیتے رہے۔ مثال کے طور پر ایک موقع پر عرب کے علاقہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کیلئے مدینہ آیا جہاں حضور اکرم ؐ رہائش پذیر تھے۔ کچھ دیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ وفد کے اراکین کچھ بے چین ہیں۔ اس کی وجہ دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ ان کی عبادت کا وقت ہو گیا ہے اور اپنی عبادت کیلئے انہیں کوئی جگہ نہیں مل رہی۔ اس پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کیلئے مذہبی رواداری کا ایک لافانی نمونہ قائم فرمایا آپ نے ان عیسائیوں کو عبادت کے لئے اپنی مسجد پیش کی کہ وہ اس میں اپنے طریق اور عقیدہ کے مطابق عبادت کریں۔ اس کی روشنی میں مَیں ایک دفعہ پھر یہ کہتا ہوں کہ حقیقی مساجد خدائے واحد کی عبادت کرنے والے تمام لوگوں کیلئے کھلی ہیں۔ اس لئے احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے بنائی جانے والی تمام مساجد خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصّہ میں تعمیر ہوں انکے دروازے تمام مذاہب اور عقیدوں سے تعلق رکھنے والوں کے لئے ہمیشہ کھلے ہیں۔

قرآن کریم نے تمام نوع انسان کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور دنیا میں امن کو پھیلانے کیلئے ایک اور لافانی اور نہایت اہم اصول بیان فرمایا ہے جو یہ ہے کہ مختلف عقائد اور مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کو باہمی اختلافات پر توجہ مرکوز نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس کی بجائے ان باتوں پر زور دینا چاہئے جو اُن میں وحدت اور اتحاد کو پیدا کرنے والی ہیں۔ اور مذہبی لوگوں کیلئے وہ قدرِ مشترک ہستی باری تعالیٰ ہے جو انہیں ایک نقطہ پر متحد کرتی ہے۔ اس لئے یہ بات خوب واضح ہو جانی چاہئے کہ ایک حقیقی مسجد کبھی بھی کسی قسم کی منافرت اور انتہا پسندی کے ساتھ منسلک نہیں ہو سکتی یا ایسی جگہ جہاں پر لوگ کسی قسم کی فساد انگیزی کریں۔ بلکہ حقیقی مساجد تو خدا تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ لوگوں کو متحد کرنے اور انسانیت کی خدمت اور معاشرہ میں ہم آہنگی اور امن کے پھیلاؤ کی جگہیں ہوتی ہیں۔

احمدیہ مسلم جماعت کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ دنیا میں جہاں بھی ہم مسجد بناتے ہیں تو مقامی افراد خود یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ جہاں احمدی عبادت کیلئے جمع ہوتے ہیں وہیں وہ اپنی ہمسایہ کمیونٹیز میں اور عام طور پر سوسائٹی میں امن کی تشہیر اور ان کی خدمت کیلئے بھی اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ وہ اسلامی تعلیمات کا حقیقی خلاصہ ہے جسے بانی جماعت احمدیہ مسلمہ نے اپنی بہت سی تحریرات اور ملفوظات میں بیان فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر ایک جگہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات کی حقیقی روح کے مطابق مذہب اسلام کے دو حصے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اسلامی تعلیم کے دو بڑے مقاصد ہیں۔ پہلا یہ کہ خدائے واحد کو پہچانا جائے جو ہمہ وقت موجود ہے اور اس سے محبت کی جائے اور خالص

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

# خطبہ جمعہ

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جلیل القدر صحابہ حضرت عُمارہ بن حزم اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی سیرت سے بیان

**رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ جس نے ان پر عمل کیا وہ مسلمانوں میں سے ہوگیا اور جس نے ان میں سے ایک بھی چھوڑی تو باقی تین اسے کچھ فائدہ نہیں دیں گی**

عبداللہ بن مسعود جو غیر قریشی تھے اور قبیلہ ہزیل سے تعلق رکھتے تھے ایک بہت غریب آدمی تھے اور عقبہ بن ابی معیط رئیس قریش کی بکریاں چرایا کرتے تھے اسلام لانے کے بعد یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگئے اور آپ کی صحبت سے بالآخر نہایت عالم و فاضل بن گئے

**مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے قرآن کو علی الاعلان پڑھنے والے حضرت عبداللہ بن مسعود ہی تھے**

’’یہ خدا کے دشمن میری نظر میں اتنے بے حقیقت کبھی نہ تھے جتنے اس وقت تھے جب وہ مجھے مار رہے تھے‘‘

**جس شخص کی خوشی اس بات میں ہو کہ وہ قرآن کریم کو اس طرح تازگی سے پڑھے جس طرح وہ نازل کیا گیا تو اسے عبداللہ بن مسعود سے قرآن شریف پڑھنا چاہئے**

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش سے سب سے زیادہ قریب عبداللہ بن مسعود ہیں**

**عبداللہ کی نیکیوں کا پلڑا قیامت کے دن احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوگا**

**اللہ تعالیٰ ہمیں ان چمکتے ستاروں کے اُسوے اور طریق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین**

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 28/ستمبر 2018ء بمطابق 28/تبوک 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن (یو.کے)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

گزشتہ دورے سے پہلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جو جنگ بدر میں شریک ہوئے ان کے حالات و واقعات بیان کر رہا تھا۔ آج پھر یہی مضمون دوبارہ شروع ہوگا۔ آج جن صحابہ کا ذکر ہے ان میں سے ایک ہیں حضرت عُمارہ بن حَزم۔ حضرت عُمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن ستر صحابہ میں شامل ہیں جو بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل ہوئے تھے۔ ان کے بھائی حضرت عَمرو بن حَزم اور حضرت مُعمر بن حَزم بھی صحابی تھے۔ غزوۂ بدر، غزوۂ احد سمیت دیگر تمام غزوات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔ فتح مکہ کے دن بنو مالک بن نجار کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمارہ کی مؤاخات حضرت محرز بن نضلہ سے کروائی، ہجرت کے بعد ان کا بھائی بنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو مرتدین کا فتنہ اٹھا اور انہوں نے جنگ شروع کی مسلمانوں کے ساتھ ان کے خلاف لڑائی میں بھی حضرت خالدؓ بن ولید کے ساتھ یہ شامل ہوئے اور جنگِ یمامہ میں ان کی شہادت ہوئی۔ (اصحاب بدر از قاضی محمد سلیمان، صفحہ 182، مکتبہ اسلامیہ لاہور 2015ء) ان کی والدہ کا نام خالدہ بنت انس تھا۔ (سیر الصحابہ، جلد 3، صفحہ 455، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی) ابوبکر بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سَہل کو سانپ نے کاٹ لیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں حضرت عمارہ بن حزم کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ دم کریں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو مرنے کے قریب ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عمارہ کے پاس لے جاؤ وہ دم کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 10، صفحہ 771، باب الرابع فیما علمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاصحابہ من لدغۃ العقرب، مطبوعہ 1995ء قاہرہ) یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی آپ کو یہ دم سکھایا تھا اور دعا سکھائی ہوگی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ حضرت عمارہ کے دَم کے محتاج تھے یا آپ نہیں کر سکتے تھے۔ لوگوں کو خاص طور پر بعض کاموں کے لئے مقرر کیا ہوا تھا اور اس کے پیچھے بہرحال قوت قدسی اور برکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تھیں۔ سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ مسجد نبوی میں منافقین آیا کرتے تھے اور مسلمانوں کی باتیں سن کر بعد میں ان کا تمسخر اڑاتے تھے، ان کے دین کا استہزاء کیا کرتے تھے۔ بعض دفعہ سامنے بھی ایسی باتیں کر لیا کرتے تھے۔ ایک دن منافقین میں سے کچھ لوگ مسجد نبوی میں جمع ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آپس میں سرگوشیاں کرتے دیکھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق حکم دیا کہ ان کو مسجد سے نکال دو۔ پس وہ مسجد سے نکال دیئے گئے۔ حضرت ابوایوب، عمر بن قیس کی طرف گئے جو بنو غنم بن مالک بن نجار میں سے تھا اور وہ جاہلیت کے زمانے میں ان کے بتوں کا نگران بھی تھا۔ انہوں نے اسے ٹانگ سے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے مسجد سے باہر نکال دیا۔ وہ کہتا جا رہا تھا کہ اے ابوایوب! کیا تو مجھے بنو ثعلبہ کی مجلس سے نکالے گا؟ پھر آپ رافع بن ودیعہ کی طرف گئے اور وہ بھی بنو نجار میں سے تھا۔ اسے بھی اپنی چادر میں لپیٹا اور زور سے کھینچا اور ایک تھپڑ مار کے اس کو مسجد سے باہر نکال دیا۔ ابوایوب کہہ رہے تھے کہ اے خبیث منافق تجھ پر لعنت ہو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے دور چلا جا۔ حضرت عمارہ بن حزم، زید بن عمرو کی طرف گئے اور اس کی داڑھی سے اسے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے اور مسجد سے باہر نکال دیا۔ پھر حضرت عمارہ نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر اتنے زور سے مارے کہ وہ گر گیا۔ اس نے کہا اے عمارہ! تو نے مجھے زخمی کر دیا ہے۔ اس پر حضرت عمارہ نے کہا کہ اے منافق! اللہ تجھے ہلاک کرے۔ جو عذاب اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے تیار کیا ہے وہ اس سے زیادہ شدید ہے۔ پس آئندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے قریب نہ آنا۔

(سیرت ابن ہشام، صفحہ 246، باب من اسلم من احبار یہود نفاقا، مطبوعہ دار ابن حزم 2009ء)

غزوۂ تبوک کے موقع پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف تشریف لے جا رہے تھے راستے میں ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصویٰ گم ہوگئی۔ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے ڈھونڈھنے کے لئے نکلے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عمارہ بن حزم بھی تھے جو کہ بیعت عقبہ میں شامل ہوئے تھے اور بدری صحابی تھے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے، اور حضرت عمرو بن حزم کے بھائی تھے۔ بیان کرنے والے پھر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمارہ کے ہودج میں زید بن صلت تھا، یعنی وہ ان لوگوں میں شامل تھا جو ان کی سواریوں وغیرہ پہ مقرر تھا، جو اونٹ کی سواری تھی اس پہ ہودج رکھنے والا تھا۔ وہ قبیلہ بنو قینقاع سے تعلق رکھتا تھا اور یہودی تھا۔ اونٹ کی سواری کے لئے بیٹھنے کی جو سیٹ ہوتی ہے اس کو رکھنے والے بعض لوگ مقرر تھے۔ یہودی تھا پھر مسلمان ہوا اور اس نے نفاق ظاہر کیا۔ زید جو مسلمان ہوا تھا لیکن دل میں منافقت تھی بڑا معصوم بن کے پوچھنے لگا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ وہ نبی ہیں اور وہ تمہیں آسمان کی خبروں سے آگاہ کرتے ہیں جبکہ وہ خود نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں گئی ہے۔ اس وقت حضرت عمارہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ یہ بات آپ تک بھی کسی طرح پہنچی یا اللہ تعالیٰ نے خبر دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً ایک شخص نے کہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو تو بتاتا ہے کہ وہ نبی ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ تم لوگوں کو آسمان کی خبروں سے آگاہ کرتا ہے جبکہ وہ خود نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے۔ اس پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا ماسوائے اس کے جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا ہے۔ غیب کا علم تو میں نہیں جانتا، ہاں اللہ تعالیٰ بتاتا ہے تو میں بتاتا ہوں۔ اور پھر آپ نے اس منافق کا منہ بند کرنے کے لئے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے خبر بھی دے دی پھر کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹنی کے متعلق بتایا ہے کہ وہ فلاں فلاں گھاٹی میں ہے اور ایک گھاٹی کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی مہار ایک درخت سے اٹک گئی ہے پس جاؤ اور اسے میرے پاس لے آؤ۔ پس صحابہ گئے اور اسے لے آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس منافق کا منہ بند کرنے کے لئے یہ بھی آپ کو نظارہ دکھا دیا کہ اونٹنی کہاں ہے اور کس جگہ کھڑی ہے۔

بیہقی اور ابو نُعیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمارہ اپنے ہودج کی طرف گئے اور کہا اللہ کی قسم آج ایک عجیب بات ہوئی ہے۔ ابھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک شخص کی بات کے متعلق بتایا جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا تھا۔ یہ واضح ہوگیا کہ جو منافق کی بات تھی اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو آگاہ فرمایا تھا اور وہ زید بن صلت کی بات تھی۔ حضرت عمارہ کے ہودج میں سے ایک شخص نے بتایا کہ اللہ کی قسم زید نے آپ کے آنے سے پہلے وہ بات کی ہے جو آپ نے ابھی بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ تو زید نے آپ کے آنے سے پہلے بالکل یہی بات تھی۔ اس پر حضرت عمارہ نے زید کو گردن سے دبوچ لیا اور اپنے ساتھیوں کو کہنے لگے کہ اے اللہ کے بندو! میرے ہودج میں ایک سانپ تھا اور میں اس کو اپنے ہودج سے باہر نکالنے سے بے خبر تھا اور زید کو مخاطب کر

کے کہا کہ آئندہ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زید نے بعد میں توبہ کر لی اور بعض کا خیال ہے کہ اسی طرح شرارتوں میں ملوث رہا حتّٰی کہ مر گیا۔

(تاریخ الخمیس، جلد 3، صفحہ 18، غزوہ تبوک، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2009ء)

حضرت زیاد بن نُعیم حضرت عمارہ بن حزم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ جس نے ان پر عمل کیا وہ مسلمانوں میں سے ہو گیا اور جس نے ان میں سے ایک بھی چھوڑی تو باقی تین اسے کچھ فائدہ نہیں دیں گی۔ حضرت زیاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمارہ سے پوچھا کہ وہ چار باتیں کون سی ہیں تو انہوں نے بتایا کہ وہ نماز ہے، زکوٰۃ ہے، روزہ ہے اور حج ہے۔ (اسد الغابہ، جلد 4، صفحہ 129، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) ان چاروں باتوں پہ ایمان لانا اور عمل کرنا ضروری ہے۔ نماز بھی فرض ہے۔ زکوٰۃ بھی جن پر فرض ہے ان پر ضروری ہے۔ روزہ بھی صحت کی حالت میں رکھنا ضروری ہے۔ اور حج بھی جن پر فرض ہے ضروری ہے، جو ادا کر سکتے ہیں یہ فریضہ ان کو ادا کرنا ضروری ہے۔ بہر حال ان چاروں باتوں پر ایمان لانا بھی ضروری ہے اور ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اب یہ باتیں اسد الغابہ میں لکھی ہوئی ہیں۔ یہی کتابیں ہیں، مسلمان خود ہی اپنے مسلمان ہونے کی تعریف بیان کرتے ہیں اور خود ہی ایسے بھی علماء پیدا ہو گئے ہیں جو کفر کے فتوے لگاتے ہیں اور انہوں نے مسلمان ہونے کی اپنی اپنی تعریف بنائی ہوئی ہے۔

دوسرے صحابی جن کا ذکر ہو گا آج وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود ہیں۔ ان کی کنیت عبد الرحمٰن ہے۔ ان کا تعلق بنو ھُذَیل قبیلہ سے تھا اور ان کی والدہ کا نام اُمِّ عبد ہے۔ ان کی وفات 32 ہجری میں ہوئی۔ ان کے والد کا نام مسعود بن غافل تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کا شمار ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے ہوتا ہے۔ حضرت عمر کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ بنت خطاب اور ان کے شوہر حضرت سعید بن زید نے جب اسلام قبول کیا تو آپ بھی اسی وقت مسلمان ہوئے تھے (اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 381 تا 382، 387، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے سے قبل ہی ایمان لے آئے تھے، (الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 112، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990) وہ جگہ جو مکہ میں مسلمانوں کے اکٹھے ہونے کے لئے بنائی گئی تھی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں اسلام قبول کرنے والا چھٹا شخص تھا۔ اس وقت روئے زمین پر ہم چھ اشخاص کے علاوہ کوئی مسلمان نہیں تھا۔ اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں سن تمیز کو جب پہنچ گیا، ایسی عمر کو جب پہنچ گیا جب صحیح پہچان بھی ہوتی ہے، اچھے برے کا فرق پتہ لگ جاتا ہے، بلوغت کی عمر ہوتی ہے۔ ایک دن عقبہ بن ابی مُعیط کی بکریاں چرا رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابوبکر بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے تیرے پاس کچھ دودھ ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ہے مگر میں امین ہوں دے نہیں سکتا۔ بچپن سے ہی ان میں بڑی نیکی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بکری لے آؤ جو گابھن نہ ہو، ایسی بکری جو گابھن نہیں ہے، دودھ نہیں دے رہی اسے لے آؤ۔ کہتے ہیں مَیں ایک جوان بکری آپ کے پاس لے گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاؤں باندھ دیئے، اس کے تھن پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا اور دعا کی یہاں تک کہ اس کا دودھ اتر آیا۔ پھر حضرت ابوبکر ایک برتن لے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اس کا دودھ دھویا اور حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ پیو۔ حضرت ابوبکر نے دودھ پیا۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور پھر آپ نے تھنوں پہ اپنا ہاتھ پھیرا اور کہا کہ سکڑ جاؤ اور وہ سکڑ گئے اور پہلے جیسے ہو گئے۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے بھی اس کلام میں سے کچھ سکھا دیں جو آپ نے پڑھا ہے۔ اس پر آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تم سیکھے سکھائے نوجوان ہو۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ قرآن کریم کی ستّر سورتیں یاد کی ہیں، براہِ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے یاد کی تھیں۔ (اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 382، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ان کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بھی سیرۃ خاتم النبیین میں لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود جو غیر قریشی تھے اور قبیلہ ہُذَیل سے تعلق رکھتے تھے ایک بہت غریب آدمی تھے اور عقبہ بن ابی معیط رئیس قریش کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے اور آپ کی صحبت سے بالآخر نہایت عالم و فاضل بن گئے۔ فقہ حنفی کی بنیاد زیادہ تر انہی کے اقوال و اجتہادات پر مبنی ہے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے، صفحہ 124)

ان کے دینی علم کی فضیلت کے بارے میں یہ روایت ہے: حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ لوگ جانتے ہیں کہ میں ان سب میں سے کتاب اللہ کا خوب عالم ہوں۔ قرآن مجید میں کوئی سورۃ یا آیت نہیں مگر میں جانتا ہوں کہ وہ کب اتری اور کہاں اتری۔ ابووائل راوی کہتے ہیں کہ اس بیان کا کسی نے انکار نہیں کیا (اصحاب بدر از قاضی محمد سلیمان، صفحہ 107، مکتبہ اسلامیہ لاہور 2015ء) جب حضرت عبد اللہ بن مسعود نے یہ بات کہی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چار صحابہ سے قرآن کریم پڑھنے اور سیکھنے کی نصیحت فرمائی ان میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کا نام سرفہرست ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب عبد اللہ بن مسعودؓ، حدیث 3760) دیباچہ تفسیر القرآن میں اسکی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح بیان فرمائی ہے کہ چونکہ لوگوں میں حفظ قرآن کریم کا اشتیاق بہت تیز ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم پڑھانے والے استادوں کی ایک جماعت مقرر فرمائی جو سارا قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حفظ کر کے آگے لوگوں کو پڑھاتے تھے۔ یہ چار چوٹی کے استاد تھے جن کا کام یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف پڑھیں اور لوگوں کو قرآن پڑھائیں۔ پھر ان کے ماتحت اور بہت سے صحابہ ایسے تھے جو لوگوں کو قرآن شریف پڑھاتے تھے۔ ان چار بڑے استادوں کے نام یہ ہیں: عبد اللہ بن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب۔ ان میں سے پہلے دو مہاجر ہیں اور دوسرے دو انصاری۔ کاموں کے لحاظ سے عبد اللہ بن مسعود ایک مزدور تھے، سالم ایک آزاد شدہ غلام تھے، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب مدینہ کے رؤسا میں سے تھے۔ گویا ہر گروہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام گروہوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قاری مقرر کر دیئے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ وَ مَعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ وَ أُبَيِّ بِنِ كَعْبٍ۔ جن لوگوں نے قرآن پڑھنا ہو وہ ان چار سے قرآن پڑھیں۔ عبد اللہ بن مسعود، سالم، معاذ بن جبل اور اُبی بن کعب۔ حضرت مصلح موعودؓ بعد میں لکھتے ہیں کہ یہ چار تو وہ تھے جنہوں نے سارا قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا یا آپ کو سنا کر اس کی تصحیح کرا لی لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست بھی کچھ نہ کچھ قرآن سیکھتے رہتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ عبد اللہ بن مسعود نے ایک لفظ کو اَور طرح پڑھا تو حضرت عمر نے ان کو روکا اور کہا کہ اس طرح نہیں اس طرح پڑھنا چاہئے۔ اس پر عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ نہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح سکھایا ہے۔ حضرت عمر اُن کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ یہ قرآن غلط پڑھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عبد اللہ بن مسعود پڑھ کر سناؤ۔ جب انہوں نے پڑھ کر سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو ٹھیک ہے۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! مجھے تو آپ نے یہ لفظ اور رنگ میں سکھایا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ بھی ٹھیک ہے جس طرح تم پڑھ رہے ہو۔ تو حضرت مصلح موعودؓ نے نتیجہ نکالا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف یہی چار صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن نہیں پڑھتے تھے بلکہ دوسرے لوگ بھی پڑھتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر کا یہ سوال کہ مجھے آپ نے اس طرح پڑھایا ہے بتاتا ہے کہ حضرت عمر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھتے تھے۔

(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 427 تا 428)

ایک روایت میں ہے کہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے قرآن کو علی الاعلان پڑھنے والے حضرت عبد اللہ بن مسعود ہی تھے۔ چنانچہ یہ واقعہ اس طرح ملتا ہے کہ ایک دن صحابہ جمع تھے اور آپس میں کہہ رہے تھے کہ قریش نے قرآن کی بلند آواز تلاوت کبھی نہیں سنی۔ کیا کوئی شخص ان کو سنا سکتا ہے؟ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ مَیں سنا سکتا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں کفار تمہیں تکلیف نہ پہنچائیں۔ تم تو مزدور آدمی ہو تا تمہارے بجائے کوئی اور بااثر شخص ہو کہ کفار اگر اسے مارنا بھی چاہیں گے تو اس کا قبیلہ اسے بچا لے گا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کہنے لگے کہ اس کی فکر نہ کرو مجھے اللہ بچائے گا۔ عجیب جوش تھا ان صحابہ میں۔ دوسرے دن چاشت کے وقت صبح کو آپ نے مقام ابراہیم پہنچ کر بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ پڑھنا شروع کر دیا۔ قریش جو کہ اپنی مجالس میں بیٹھے تھے آپ کے اس عمل سے حیران ہوئے۔ بعض نے کہا یہ تو انہی عبارتوں میں سے پڑھ رہا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں۔ یہ سن کر سب اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے منہ پر مارنا شروع کر دیا مگر آپ پڑھتے رہے اور جتنا پڑھنے کا ارادہ کیا تھا پڑھا۔ بعد میں جب حضرت عبد اللہ بن مسعود اصحاب کے پاس واپس گئے تو آپ کے منہ پر طمانچوں کے نشان دیکھ کر صحابہ کہنے لگے کہ ہمیں اسی بات کا خطرہ تھا کہ تمہیں مار پڑے گی۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ یہ خدا کے دشمن میری نظر میں اتنے بے حقیقت کبھی نہ تھے جتنے اس وقت تھے جب وہ مجھے مار رہے تھے۔ اگر تم چاہو تو میں کل بھی ایسا ہی کرنے کو تیار ہوں۔ صحابہ نے کہا نہیں اتنا ہی کافی ہے تم نے انہیں وہ چیز سنا دی ہے جسے وہ سننا ہی نہیں چاہتے تھے۔

(اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 383، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت عبد اللہ بن مسعود کے اسلام قبول کرنے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پاس رکھ لیا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرما دیا تھا کہ جب تم میری آواز سن لیا کرو اور گھر میں پردہ نہ پڑا ہو تو بلا اجازت اندر آ جایا کرو۔ گھر میں اگر پردہ گرا ہوا ہے تو پھر بغیر پوچھے نہیں آنا اور اگر پردہ اٹھا ہوا ہے، دروازہ کھلا ہے میری آواز سن لی ہے تم نے تو آ جایا کرو تمہیں اجازت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کوئی اس وقت، کوئی خواتین وغیرہ نہیں ہیں۔ آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کام کرتے تھے۔ آپ کو جوتی پہناتے۔ کہیں ساتھ جانے کی ضرورت ہوتی تو ساتھ جاتے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرماتے تو آپ پردہ لے کر کھڑے رہتے۔ صحابہ میں آپ صاحب السواک کے لقب سے مشہور تھے۔ (اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 383، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) ایک اور روایت کے مطابق آپ کو صاحب السواک، صاحب الوساد اور صاحب النعلین بھی کہا جاتا ہے۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 113، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) عبد اللہ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار، آپ کا بستر بچھانے والے، آپ کی مسواک اور نعلین وغیرہ رکھنے والے تھے۔ یہ جو عربی کے لفظ بولے گئے ہیں وہ یہ تھے کہ آپؐ کا بستر بچھانے والے تھے، مسواک کرواتے تھے، وضو کرواتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہانے کا انتظام کرتے تھے، آپ کا بستر بچھاتے تھے۔ بستر بچھانے والے کو صاحب السواد کہتے ہیں۔ اور آپ کی نعلین مبارک، جوتیاں رکھنے اور ٹھیک کرنے کا کام بھی کرتے تھے اس لئے صاحب النعلین بھی آپ کو کہا جاتا

## کلامُ الامام

”دنیوی شغلوں کو اس حد تک اختیار کرو کہ وہ دین کی راہ میں تمہارے لئے مدد کا سامان پیدا کر سکیں اور مقصود بالذات اس میں دین ہی ہو“

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 73)

طالب دعا: مصدق احمد، امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

## ارشاد باری تعالیٰ

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (سورۃ البقرہ: 58)

ترجمہ: جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Masood Ah Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ہے۔ وضو کا پانی رکھنے والے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی سفر میں ہوتے تو آپ ہی یہ کام کرتے۔

ابو ملیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل فرماتے تو حضرت عبداللہ بن مسعود پردہ کرتے تھے اور جب آپ سوتے تو آپ کو بیدار کرتے تھے۔ آپ کے ہمراہ سفر میں مسلح ہو کر جاتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 113، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت ابوموسیٰ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم یمن سے نئے نئے پہلی دفعہ آئے تو یہی سمجھتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہیں کیونکہ ان کی اور ان کی والدہ کی آمد و رفت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بہت زیادہ تھی۔ (اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 384، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت) گھر میں آنا جانا بہت زیادہ تھا۔ جتنا کام کرتے تھے اور والدہ بھی آتی جاتی تھیں تو اس سے یہ کہتے ہیں کہ ہم جب نئے نئے مدینہ میں آئے تو ہم سمجھے کہ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود دونوں ہجرتوں میں شامل تھے ہجرت حبشہ میں بھی اور ہجرت مدینہ میں بھی۔ غزوۂ بدر، احد، خندق اور بیعت رضوان وغیرہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جنگ یرموک میں بھی شامل ہوئے۔ آپ ان صحابہ میں بھی شامل تھے جنہیں حضورؐ نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی تھی۔ (اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 383، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

غزوہ بدر میں ابوجہل کو انجام تک پہنچانے میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا بھی حصہ ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر کے اختتام پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کوئی ہے جو ابوجہل کے بارے میں درست خبر لائے۔ عبداللہ بن مسعود گئے اور دیکھا کہ ابوجہل جنگ کے میدان میں شدید زخمی ہے اور جان کنی کی حالت میں پڑا ہے۔ اسے عفراء کے بیٹوں نے اس حالت میں پہنچایا تھا۔ حضرت ابن مسعود نے اس کی داڑھی سے پکڑ کر کہا کہ کیا تم ہی ابوجہل ہو؟ اس نے اس حالت میں بھی بڑے غرور سے جواب دیا۔ کیا کبھی مجھ سے بڑا سردار بھی تم نے مارا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جہل، حدیث 3962) پہلی روایت تو بخاری کی تھی اس کے بارے میں صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کی داڑھی کو پکڑ کر کہا کہ کیا تو ابوجہل ہے؟ اس پر ابوجہل نے کہا کیا تم نے آج سے پہلے میرے جیسا بڑا آدمی قتل کیا ہے؟ راوی کہتے ہیں ابوجہل نے کہا اے کاش کہ میں ایک کسان کے ہاتھوں سے قتل نہ ہوتا۔ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب قتل ابی جہل، حدیث 4662) مدینہ کے دو لڑکے تھے جنہوں نے قتل کیا تھا۔ اس کو اس حالت میں پہنچایا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی تفسیر کبیر میں اس کی تفصیل لکھی ہے کہ کس طرح دشمن حسد کی آگ میں ساری عمر جلتے رہے اور پھر مرتے ہوئے بھی اسی آگ میں جل رہے تھے۔ آپ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جنگ کے بعد میں نے دیکھا کہ ابوجہل ایک جگہ زخموں کی شدت کی وجہ سے کراہ رہا ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور میں نے کہا سناؤ کیا حال ہے؟ اس نے کہا مجھے اپنی موت کا کوئی غم نہیں، سپاہی آخر مرا ہی کرتے ہیں۔ مجھے تو یہ غم ہے کہ مدینہ کے دو انصاری لڑکوں کے ہاتھوں سے مَیں مارا گیا۔ مر تو مَیں رہا ہوں تم صرف اتنا احسان کرو میرے پہ کہ تلوار سے میری گردن کاٹ دو تا کہ میری یہ تکلیف ختم ہو جائے۔ مگر دیکھنا میری گردن ذرا لمبی کاٹنا کیونکہ جرنیلوں کی گردن ہمیشہ لمبی کاٹی جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں تیری اس آخری حسرت کو بھی کبھی پورا نہیں ہونے دوں گا اور تھوڑی کے قریب سے تیری گردن کاٹوں گا۔ چنانچہ انہوں نے تھوڑی کے قریب تلوار رکھ کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ حضرت مصلح موعود نے لکھا ہے کہ دیکھو یہ کتنی بڑی آگ تھی جو ابوجہل کو جلا کر راکھ کر رہی تھی کہ ساری عمر اس بات پر جلتا رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نقصان ہم پہنچانا چاہتے ہیں وہ پہنچا نہیں سکے۔ پھر مرنے لگا، موت کی جو حالت آئی تو اس وقت اس آگ میں جل رہا تھا کہ مدینہ کے دو ناتجربہ کار نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں مارا جا رہا ہے۔ اور پھر مرتے وقت اس نے جو آخری خواہش کی تھی وہ بھی پوری نہیں ہوئی اور تھوڑی کے پاس سے اس کی گردن کاٹی گئی۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 461) غرضیکہ ہر قسم کی آگوں میں جلتا ہوا ہی وہ دنیا سے چلا گیا۔

جب حضرت عبداللہ بن مسعود ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت معاذ بن جبل کے ہاں آپ کا قیام تھا۔ بعض کے مطابق آپ حضرت سعد بن خیثمہ کے ہاں ٹھہرے تھے۔ مکہ میں آپ کی مؤاخات حضرت زبیر بن العوام سے ہوئی تھی جبکہ مدینہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو آپ کا دینی بھائی بنایا۔ مدینہ کے ابتدائی ایام میں آپ کے مالی حالات اچھے نہیں تھے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مہاجرین کے لئے مسجد نبوی کے قریب رہائش کا کچھ انتظام کیا تو بنوزہرہ کے بعض لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو اپنے ساتھ رکھنے میں کچھ ہچکچاہٹ ظاہر کی کہ یہ مزدور آدمی ہے، غریب آدمی ہے، ہم لوگ بڑے آدمی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب علم ہوا تو آپ نے اپنے اس غریب اور کمزور خادم کے لئے غیرت دکھاتے ہوئے فرمایا کہ کیا خدا نے مجھے اس لئے مبعوث فرمایا ہے کہ تم لوگ یہ فرق رکھو۔ یاد رکھو خدا تعالیٰ اس قوم کو کبھی برکت عطا نہیں کرتا جس میں کمزور کو اس کا حق نہیں دیا جاتا اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو مسجد کے قریب جگہ دی جبکہ بنوزہرہ کو مسجد کے پیچھے ایک کونے میں جگہ دی۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 112 تا 113، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)، (سیرت صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از حافظ مظفر احمد، صفحہ 275، شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ 2009ء) حضرت ابن مسعود بیان کرتے ہیں، خود ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے سورۃ نساء پڑھ کر سناؤ۔ عبداللہ بن مسعود اپنا خود واقعہ بیان کر رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سورۃ نساء پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کی کہ میں بھلا کیا آپ کو سناؤں یہ آپ ہی پر تو نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ کوئی دوسرا شخص تلاوت کرے اور میں سنوں۔ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے پڑھنا شروع کیا اور جب اس آیت پر پہنچا کہ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (النساء:42) پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے اور ہم تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ نے کہا بس کرو۔ (اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 384، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب قول المقری للقاری حسبک، حدیث 5050)

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق عرفات کے مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اے امیر المومنین! (ان کی خلافت کے بعد کی بات ہے) مَیں کوفہ سے آیا ہوں۔ وہاں میں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص بِنا دیکھے قرآن کی آیات کی املاء کرتا ہے۔ اس پر آپؓ نے غصہ کی حالت میں کہا کہ تیرا برا ہو۔ (عربوں کا انداز ہے) کون ہے وہ شخص؟ اس نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ عبداللہ بن مسعود۔ یہ سن کر حضرت عمر کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا یہاں تک کہ پہلی حالت میں واپس آ گئے۔ پھر فرمانے لگے کہ میں اس کام کا عبداللہ بن مسعود سے زیادہ کسی اور کو حقدار نہیں سمجھتا۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد 1، صفحہ 128، حدیث 175، مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء) وہ بغیر دیکھے قرآن کریم لکھ سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کے وقت حضرت ابوبکرؓ اور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس سے گزرے۔ وہ نوافل ادا کر رہے تھے اور ان میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ قیام میں کھڑے تھے، تلاوت ہو رہی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر آپ کی تلاوت سننے لگے۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رکوع میں گئے پھر سجدہ کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ اب جو مانگو گے وہ تمہیں عطا کیا جائے گا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے رخصت ہو گئے اور فرمایا کہ جس شخص کی خوشی اس بات میں ہو کہ وہ قرآن کریم کو اس طرح تازگی سے پڑھے جس طرح وہ نازل کیا گیا تو اسے عبداللہ بن مسعود سے قرآن شریف پڑھنا چاہئے۔ مسند احمد بن حنبل میں یہ روایت ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد 1، صفحہ 156 تا 157، حدیث 265، مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998)

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید یہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ کے پاس گئے اور کہا کہ ہمیں ایسے شخص کا پتہ بتا دیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش سے زیادہ قریب ہو، اس طریق پر چلنے والا ہو اور وہی کام کرنے والا ہو یا قریب ترین ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے تا کہ ہم اس سے علم حاصل کریں اور حدیثیں سنیں۔ تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش سے سب سے زیادہ قریب عبداللہ بن مسعود ہیں۔ (اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 385، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت) ان کا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کے شوق و جذبہ کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ سے جب یہ سوال کیا جاتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عادات و خصائل اور سیرت و شمائل کے لحاظ سے آپ کے صحابہ میں سے قریب ترین کون ہے جس کا طریق ہم بھی اختیار کریں تو حضرت حذیفہ بیان فرماتے تھے کہ میرے علم کے مطابق چال ڈھال، گفتگو اور اخلاق و اطوار کے لحاظ سے عبداللہ بن مسعود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ نبی کریم فرماتے تھے کہ مجھے اپنی امّت کے لئے وہی باتیں پسند ہیں جو عبداللہ بن مسعود کو مرغوب ہیں۔ یہ بخاری کی حدیث ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب عبداللہ بن مسعودؓ، حدیث 3762)

حضرت علقمہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کو ان کے طریق، ان کے حسن سیرت اور ان کی میانہ روی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تشبیہہ دی جاتی تھی۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 114، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء) حضرت عبداللہ بن مسعود کے بیٹے عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کی عادت تھی کہ جب رات کو لوگ سو جاتے تو وہ تہجد کیلئے اٹھتے۔ ایک رات میں نے انہیں صبح تک گنگناتے ہوئے سنا جیسے شہد کی مکھی گنگناتی ہے (اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 386، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، یعنی دعا میں ہلکی ہلکی گنگناہٹ کے ساتھ دعائیں کر رہے تھے یا تلاوت کر رہے تھے۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں بغیر مشورے کے کسی کو امیر بناتا تو عبداللہ بن مسعود کو بناتا۔ (اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 385، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

پھر ایک جگہ حضرت علی کی یہی بات اس طرح بیان ہوئی ہے، طبقات الکبرٰی میں لکھا ہے کہ حضرت علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اگر میں مسلمانوں کی مجلس شوریٰ کے علاوہ کسی اور کو امیر بناتا تو عبداللہ بن مسعود کو امیر بناتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں اسلام قبول کرنے کے بعد کبھی بھی چاشت کے وقت نہیں سویا۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 114، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

عبداللہ بن مسعود اپنے بیوی بچوں سے محبت رکھتے تھے۔ گھر میں داخل ہوتے تو کھنکھارتے اور بلند آواز سے کچھ بولتے تا کہ گھر کے لوگ باخبر ہو جائیں۔ آپ کی اہلیہ حضرت زینب بیان کرتی ہیں کہ ایک روز عبداللہ گھر داخل ہوئے اس وقت ایک بوڑھی عورت مجھے تعویذ پہنا رہی تھی۔ عورتوں کو عادت ہوتی ہے بعض دفعہ کہ تعویذ گنڈا بھی کر لیں شاید برکت حاصل کرنے کے لئے تو ان کو پتہ تھا کہ عبداللہ بن مسعود کو یہ چیز پسند نہیں ہے۔ کہتی ہیں مَیں نے انکے ڈر سے اسے اپنے پلنگ کے نیچے چھپا دیا، جہاں بیٹھ کر کر رہی تھی۔ آپ میرے پاس آ کر بیٹھ گئے اور میرے گلے کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ یہ دھاگہ کیسا ہے جو تم نے گلے میں ڈالا ہوا ہے؟ مَیں نے کہا تعویذ ہے۔ انہوں نے اس کو توڑ کے اسی وقت پھینک دیا اور کہا کہ عبداللہ کا خاندان شرک سے بری ہے۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ تعویذ گنڈے شرک میں داخل ہیں۔ مَیں نے کہا یہ آپ کیا فرماتے ہیں؟ میری آنکھیں جوش کر آتی تھیں تو میں فلاں یہودی سے تعویذ لینے جایا کرتی تھی۔ بعض دفعہ میری آنکھوں میں تکلیف ہوا کرتی تھی، آنکھیں پھول جاتی تھیں، پانی نکلتا

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”اگر ہم نے دین پر قائم رہنا ہے
تو پھر ہمیں دینی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا۔“

(خطبہ جمعہ 13/جنوری 2017)

طالبِ دُعا: ایم خلیل احمد (امیر ضلع شموگہ) صوبہ کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”حقیقت میں تو ہم احمدی ہونے کا حق
اس وقت ادا کر سکیں گے جب ہم اپنی نمازوں کی حفاظت
کرتے ہوئے ان سے روحانی حظّ اٹھانے والے ہونگے۔“

(خطبہ جمعہ 20/جنوری 2017)

طالبِ دُعا: مقصود احمد قریشی ولد مکرم محمد عبیداللہ قریشی اینڈ فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

تھا تو میں تو یہودی سے اس کا تعویذ لیتی تھی اور اسکے تعویذ سے مجھے سکون ہو جاتا تھا۔ تو عبداللہ بن مسعود بولے کہ یہ سب شیطانی عمل ہے۔ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا ہی کافی ہے اور وہ دعا یہ ہے کہ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا۔ اے لوگوں کے پروردگار میری تکلیف کو دور فرما تو شفا دے صرف تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوا کوئی شفا کارگر نہیں۔ ایسی شفا جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔ (سیر الصحابہ، جلد 2، صفحہ 225، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

اب وہ لوگ جو پیروں فقیروں کے دروں پہ جاتے ہیں وہ لوگ جو سارا دن بھنگ اور چرس پی رہے ہوتے ہیں، کبھی نمازیں بھی نہیں پڑھتے اور ان سے تعویذ گنڈا کرا کے اور پھر کہتے ہیں کہ ہم صحت یاب ہو گئے یا ہم پہ بڑا فضل ہو گیا اور ہمیں اولاد مل گئی اور فلاں ہو گیا۔ یہ سب باتیں ان لوگوں کا جواب ہے۔

عبداللہ بن مسعود ایک دفعہ اپنے ایک دوست ابوعمیر سے ملنے گئے۔ اتفاق سے وہ موجود نہیں تھے تو انہوں نے ان کی بیوی کو سلام بھیجا اور پینے کے لئے پانی مانگا۔ گھر میں پینے کا پانی موجود نہیں تھا۔ انہوں نے ایک لونڈی کو کسی ہمسائے کے پاس بھیجا۔ اس سے پانی لینے گئی اور دیر تک واپس نہیں آئی۔ ابوعمیر کی بیوی نے اس کام کرنے والی لونڈی کو اس بات پر سخت سست کہا اور اس پر لعنت بھیجی۔ حضرت عبداللہ یہ سن کر پیاسے ہی واپس پلٹ گئے۔ دوسرے دن ابوعمیر سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اتنی جلدی واپس چلے جانے کی وجہ پوچھی کہ تم پانی پیئے بغیر ہی چلے گئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ تمہاری بیوی نے جب خادمہ پر لعنت بھیجی تھی تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد آ گئی کہ جس پر لعنت بھیجی جاتی ہے اگر وہ بے قصور ہو تو لعنت بھیجنے والے پر واپس آ جاتی ہے۔ تو میں نے سوچا کہ خادمہ اگر بے قصور ہوئی تو میں بے وجہ اس لعنت کے واپس آنے کا باعث بنوں گا (سیر الصحابہ، جلد 2، صفحہ 223، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی) اس لئے بہتر ہے کہ میں چلا جاؤں اور پانی نہ پیوں۔ تو خدا تعالیٰ کے خوف کا یہ حال تھا کہ کہیں شائبہ بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہو سکتی ہے کسی وجہ سے تو یہ لوگ اس سے بچتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود دبلے جسم پتلے قد اور گندم گوں رنگ کے مالک تھے لیکن لباس بڑا اچھا پہنتے تھے۔ سفید کپڑا پہنتے خوشبو لگاتے تھے۔ حضرت طلحہ سے مروی ہے کہ آپ اپنی خوشبو سے پہچانے جاتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 116 تا 117، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے لئے عبداللہ بن مسعود کو ایک درخت پر چڑھنے کا حکم دیا۔ صحابہ آپ کی دبلی اور بظاہر کمزور پنڈلیوں کو دیکھ کر ہنسی مذاق کرنے لگے، بڑی کمزور سی دبلی پتلی ٹانگیں تھیں، ہنسی مذاق کرنے لگے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں ہنستے ہو؟ عبداللہ کی نیکیوں کا پلڑا قیامت کے دن احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوگا۔ (اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 385، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) حضرت عبداللہ بن مسعود کے بال ایسے تھے جن کو وہ اپنے کانوں تک اٹھاتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے بال گردن تک پہنچتے تھے۔ جب آپ نماز پڑھتے تو انہیں کانوں کے پیچھے کر لیتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 117، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

زید بن وہب بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک دن حضرت عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں حضرت عبداللہ بن مسعود آئے۔ چونکہ وہ پست قد کے تھے اس لئے اور لوگ جو بیٹھے ہوئے تھے ان میں چھپنے کے قریب ہو گئے۔ ان کا قد چھوٹا تھا۔ دوسرے لوگ بہت لمبے لمبے قد کے بیٹھے ہوئے تھے یا اس طرح بیٹھے ہوں گے کہ بیٹھنے کی وجہ سے چھپ گئے۔ قریباً چھپنے والے تھے یا صحیح نظر نہیں طرح آ رہے تھے۔ حضرت عمر نے جب ان کو دیکھا تو مسکرانے لگے۔ پھر حضرت عمر نے آپ سے ہی باتیں کیں اور ہنس ہنس کر باتیں کرنے لگے۔ اس دوران حضرت عبداللہ کھڑے رہے، جب باتیں کر رہے تھے حضرت عمر سے تو حضرت عبداللہ کھڑے ہو گئے تا کہ چھپیں نہ اور باتیں کرتے رہیں۔ باتیں کرنے کے بعد جب حضرت عبداللہ وہاں سے چلے گئے تو حضرت عمر نے آپ کو جاتے ہوئے دیکھا اور پیچھے سے دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ شخص علم سے بھرا ہوا ایک بڑا برتن ہے۔ (اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 386، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) حضرت ابن مسعود کے علمی مقام یعنی عبداللہ بن مسعود کے علمی مقام اور مرتبہ کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبل کی وفات کا وقت آیا اور ان سے درخواست کی گئی کہ ہمیں کوئی نصیحت کریں تو انہوں نے فرمایا کہ علم اور ایمان کا ایک مقام ہے جو بھی اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے۔ پھر علم اور ایمان سیکھنے کیلئے حضرت معاذ بن جبل نے جن چار عالم باعمل بزرگوں کے نام لئے ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا نام بھی تھا۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد 7، صفحہ 375، حدیث 22455، مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر نے آپ کو اہل کوفہ کی تعلیم و تربیت کے لئے بطور مربی بھیجا جبکہ حضرت عمار بن یاسر کو حاکم بنا کر بھیجا۔ ساتھ ہی اہل کوفہ کو یہ بھی لکھا کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چنیدہ لوگ ہیں، بڑے خاص لوگ ہیں، اہل بدر میں سے ہیں تم لوگ ان کی پیروی کرو، ان کے احکام کی اطاعت کرو اور ان کی باتیں سنو، مَیں نے عبداللہ بن مسعود کے متعلق اپنی ذات پر تمہیں ترجیح دی ہے۔ (اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 385، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عبداللہ بن مسعود کی آخری بیماری تھی آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا آپ کو کوئی شکایت ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا شکایت پوچھتے ہیں میرے سے تو پھر شکایت مجھے اپنے گناہوں کی ہے کہ میں نے اتنے گناہ کئے ہیں۔ پھر حضرت عثمان نے پوچھا کہ کیا آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ پروردگار کی رحمت چاہتا ہوں۔ حضرت عثمان نے کہا کہ آپ کے لئے کوئی طبیب تجویز کر دوں، کوئی ڈاکٹر تجویز کر دوں جو آپ کا علاج وغیرہ کرے۔ انہوں نے پھر عرض کی طبیب نے ہی تو مجھے بیمار بنایا ہے۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پہ میں راضی ہوں جو ہو رہا ہے۔ پھر حضرت عثمان نے کہا کہ کیا آپ کا وظیفہ مقرر کر دوں؟ تو کہنے لگے مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت عثمان نے کہا کہ آپ کی لڑکیوں کے کام آئے گا۔ کہنے لگے کیا آپ کو میری لڑکیوں کے محتاج ہو جانے کا خدشہ ہے جو یہ بات کی ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ مَیں نے اپنی بیٹیوں کو حکم دے رکھا ہے کہ ہر شب سورۃ واقعہ پڑھ لیا کرو۔ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جو بھی ہر روز رات کو سورۃ واقعہ پڑھ لیا کرے اسے کبھی فاقے کی مصیبت پیش نہ آئے گی۔ (اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 386 تا 387، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) یہ تھا توکل علی اللہ اور قناعت کی حالت ان چمکتے ستاروں کی۔

سلمٰی بن تمام کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے ملاقات کی اور اپنی ایک خواب بیان کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میں نے رات آپ کو خواب میں دیکھا ہے اور یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونچے منبر پر بیٹھے ہیں اور آپ اس منبر کے نیچے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے ہیں کہ اے ابن مسعود میرے پاس آ جاؤ تم نے میرے بعد بڑی بے رغبتی اختیار کر لی ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے پوچھا کہ خدا کی قسم کیا تو نے یہ خواب دیکھا ہے؟ اس نے شخص نے کہا ہاں۔ پھر اس پر آپ نے فرمایا کہ کیا تو مدینہ سے میری نماز جنازہ پڑھنے آیا ہے؟ پھر اس کا مطلب ہے اب تو میرا وقت قریب ہی ہے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی ان کی وفات ہو گئی (اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 386، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) لیکن وفات سے قبل حضرت عثمان کو جب ان کی بیماری کا علم ہوا تو آپ کو کوفہ سے مدینہ بلوا لیا۔ کوفہ کے لوگوں نے آپ کو کوفہ ہی میں رکنے کا کہا اور یہ بھی کہا کہ ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔ شاید بیماری نہ تھی لیکن ویسے ہی حضرت عثمان نے ان کو بلا لیا تھا۔ بہرحال وہ تو صحت کی حالت میں لگ رہا تھا کہ جب اس شخص نے خواب سنائی۔ اس کے بعد پھر یہ واقعہ ہوا کہ حضرت عثمان نے ان کو کوفہ سے بلوا لیا باوجود اس کے کہ کوفہ کے لوگ یہی چاہتے تھے کہ آپ وہیں رکے رہیں اور یہ کہا کہ ہم آپ کی حفاظت کریں گے لیکن آپ نے فرمایا کہ خلیفہ وقت کا حکم اور ان کی اطاعت میرے لئے ضروری ہے۔ پھر آپ نے یہ بھی کہا کہ عنقریب کچھ فتنے ہوں گے اور میں نہیں چاہتا کہ فتنوں کا شروع کرنے والا مَیں ہوں۔ یہ کہہ کر خلیفہ وقت کے پاس چلے آئے۔ آپ کی وفات 32 ہجری میں مدینہ میں ہوئی۔ حضرت عثمان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 60 سال سے کچھ زیادہ تھی۔

(اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 387، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ایک اور روایت کے مطابق وفات کے وقت آپ کی عمر 70 برس سے کچھ زائد تھی۔ (طبقات الکبریٰ مترجم از عبد اللہ العمادی، حصہ سوم، صفحہ 230، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی) حضرت عبداللہ بن مسعود کی وفات پر حضرت ابوموسیٰ نے حضرت ابومسعود سے کہا کہ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے اپنے بعد ایسی خوبیوں والا اور کوئی شخص پیچھے چھوڑا ہے؟ حضرت ابومسعود کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جب ہمیں جانے کی اجازت نہ ہوتی اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود کو داخل ہونے کی اجازت ملتی تھی۔ اور جب ہم آپ کی مجلس سے غائب ہوتے اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود خدمت کی توفیق پاتے اور آپؐ کی صحبتوں سے فیضیاب ہوتے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی اور شخص ان کی خوبیوں والا ہو۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 119، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت عبداللہ بن مسعود سنت نبوی پر خوب کاربند تھے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ سے پوچھا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابہ میں سے ایک صحابی روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتا ہے یعنی غروب آفتاب کے ساتھ ہی افطار کرتے ہیں اور نماز بھی غروب آفتاب کے فوراً بعد جلدی ادا کرتے ہیں جبکہ دوسرے صحابی یہ دونوں کام نسبتاً دیر سے کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کہ جلدی کون کرتا ہے تو انہیں بتایا گیا کہ عبداللہ بن مسعود ایسا کرتے ہیں تو حضرت عائشہ نے اس پر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی دستور تھا جو عبداللہ بن مسعود کرتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی عمل تھا۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد 8، صفحہ 51، حدیث 24716، مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998)

حضرت عبداللہ بن مسعود کے بارے میں اور روایات اور واقعات بھی ہیں جو انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان چمکتے ستاروں کے اسوے اور طریق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......


متکبر دوسرے کا حقیقی ہمدرد نہیں ہو سکتا۔ اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہ رکھو بلکہ ہر ایک کے ساتھ کرو

اگر ایک ہندو سے ہمدردی نہ کرو گے تو اسلام کے سچے وصایا اُسے کیسے پہنچاؤ گے؟ خدا سب کا ربّ ہے

ہاں مسلمانوں کی خصوصیت سے ہمدردی کرو اور پھر متقی اور صالحین کی اس سے زیادہ خصوصیت سے۔ مال اور دُنیا سے دل نہ لگاؤ

اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ تجارت وغیرہ چھوڑ دو بلکہ دل بایار اور دست باکار رکھو۔ خدا کاروبار سے نہیں روکتا ہے بلکہ دنیا کو دین پر مقدم رکھنے سے روکتا ہے، اس لیے تم دین کو مقدم رکھو

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 592، ایڈیشن 2003)

**ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام**

طالبِ دعا:

**SYED IDRIS AHMED s/o SYED MANSOOR AHMED & FAMILY**

**Jama'at Ahmadiyya Tiruppur (Tamil Nadu)**

# سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی (ستمبر 2018)

**جب ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ کیا اسلام، عورت کی دین کے لئے خدمات، عورت کے دین کی ترقی کے لئے کردار، عورت کی دین کی خاطر قربانی کو مردوں کی خدمات، اُن کے کردار اُن کی خدمات سے کم سمجھتا ہے تو جواب نفی میں ملے گا☆**

**قرآن کریم سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ مذہب کی تاریخ میں عورت کا بڑا مقام ہے اور عورت کے قابل تعریف کاموں کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے اور بیان فرمایا ہے اور انہی قابل تعریف اور اہم کاموں کی وجہ سے عورت کو ان انعامات میں حصہ دار بنایا گیا ہے جن کاموں کی وجہ سے مرد اس کے اجر کے حق دار ٹھہرائے گئے ہیں یا نوازے گئے ہیں☆**

## اسلام کی تو ابتدا ہی عورت کی قربانیوں سے ہوتی ہے

**قرآن کریم کو دیکھ لیں ہر جگہ مسائل کے بیان، احکامات اور انعامات میں عورت اور مرد دونوں کا ذکر ہے، اگر مرد کی نیکی کا ذکر ہے تو عورت کو بھی نیک کہا گیا ہے، مرد کی عبادت کا ذکر ہے تو عورت کو بھی عبادت کرنے والی کہا گیا ہے، جنت میں مرد جائیں گے تو عورتیں بھی جائیں گی، جنت میں مرد اعلیٰ مقام حاصل کریں گے تو عورتیں بھی کریں گی، اگر کسی نیک مرد کی وجہ سے اس کی بیوی کم نیکی کے باوجود جنت میں جاسکتی ہے تو کسی اعلیٰ قسم کی نیکیاں کرنے والی عورت کی وجہ سے اس سے کم نیکی کرنے والا خاوند بھی اس کی وجہ سے جنت میں جاسکتا ہے، جنت میں اگر اعلیٰ مقام پر مرد اپنی نیکیوں کی وجہ سے ہوں گے تو اسی اعلیٰ مقام پر عورتیں بھی ہوں گی☆**

## جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر مستورات سے سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

### مورخہ 7/ستمبر 2018 (بروز جمعہ) بقیہ رپورٹ

### مہمانان کرام سے ملاقاتیں

اسکے بعد افریقہ کے ممالک گیمبیا، نائیجر، غانا، سینیگال، کانگو برازاویل سے آنے والے مہمانوں اور وفود نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔ اس ملاقات کا انتظام احمدیہ مسلم پین افریقن ایسوسی ایشن جرمنی نے کیا تھا۔

آغاز میں حضور انور نے جائزہ لیا کہ احباب وخواتین کا کن کن ممالک سے تعلق ہے۔ اس دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج ادھر The Gambia کے افراد زیادہ موجود ہیں اور غانا کے کم ہیں۔ یہ پہلی بار ایسا ہوا، لیکن یوکے جلسہ میں ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام حاضرین کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

سب سے پہلے ایک غانین احمدی نے عرض کی کہ حضور نے مختلف مواقع پر اپنے خطابات میں ایک بات کا ذکر فرمایا کہ جو اساتذہ ہیں وہ بچوں کا رجحان اس طرف لے جاتے ہیں کہ خدا کی کوئی ہستی نہیں ہوتی۔ اس طرح سے وہ بچوں میں خدا کا تصور مٹانا چاہتے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کا مطلب ہے کہ آپ کو بچوں پر بہت محنت کرنی ہوگی۔ جب وہ گھر آئیں تو آپ لوگوں کو بہتر تربیت گھر میں کرنی ہوگی۔ بچوں کو زیادہ وقت دیا کریں تاکہ انہیں یقین ہو کہ ایک خدا کی ہستی ہے۔ اتنے مختلف ثبوت ملتے ہیں آجکل۔ Social Media میں ہی دیکھ لیں۔ ایک افریقن پروفیسر کہتا ہے کہ خدا کہاں پر ہے؟ ایک چھوٹی سی بچی اس کا جواب دیتی ہے۔ بے شک یہ ایک مذاق کی شکل میں ہے لیکن اس مذاق میں خدا تعالیٰ کی ہستی کی ہی ایک پختہ دلیل بیان کی گئی۔ لہٰذا آپ کو نہایت محنت سے اس بارہ میں کام کرنا ہوگا اور ساتھ اپنے اساتذہ کو بھی سمجھائیں کہ جہاں ہم والدین اپنے بچوں کی اپنے مذہب کے مطابق اور اپنے مطلب کے مطابق تربیت کررہے ہیں اور انہیں مذہبی تعلیم دے رہے ہیں وہاں اساتذہ بچوں کے مذہب سے ہٹ کر بات کرتے ہیں اور بچوں کا ذہن متاثر کررہے ہیں۔ لہٰذا آپ لوگ انہیں کوئی آزادی نہیں دلا رہے۔ آزادی تو یہ ہوگی کہ انہیں کچھ بھی نہ کہا جائے انہیں ان کے فیصلے خود کرنے دو جب وہ پختگی کی عمر کو پہنچیں۔ ایک بچہ تو مثبت ذہن کا مالک نہیں ہوتا۔ بچہ خود تو فیصلہ نہیں کرسکتا کہ کیا درست ہے اور کیا غلط۔ بہرحال اس ضمن میں پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ بچوں کے ساتھ زیادہ وقت گزاریں۔ پھر دوسری بات یہ کہ اساتذہ سے بھی بات کریں۔ بہت سے ایسے والدین ہیں جنہوں نے اساتذہ سے بات کی بلکہ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ جب میں غانا میں تھا تو میرے بچے عیسائی اسکولوں میں پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن میرا بیٹا یہ الفاظ منہ سے بولنے لگا کہ عیسیٰؑ خدا تعالیٰ کا بیٹا ہے۔ میں نے اس کو بتایا کہ نہیں۔ وہ خدا کے بیٹے نہیں ہیں بلکہ خدا کے نبی ہیں۔ ایسی بات نہیں تمہیں کہنی چاہئے۔ ایک دن جب اسکول میں کچھ نظمیں بچوں کو پڑھنے کا کہا تو اس میں بھی کچھ ایسے الفاظ تھے کہ گویا عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں۔ میرے بیٹے نے یہ الفاظ کہنے سے انکار کردیا۔ تو انہوں نے اس بارہ میں میری بیٹی کو بھی کہا۔ آپ کو third world کے اسکولوں کے نظام کا تو پتا ہی ہوگا۔ اس پر ان دونوں کو سزا دی گئی اور مارا گیا۔ تین دن تک انہیں یہ سزا دی گئی۔ چوتھے دن میں ادھر گیا اور انہیں بتایا کہ ہمارا ایمان تو یہ ہے کہ عیسیٰؑ خدا کے بیٹے نہیں بلکہ اس کے نبی ہیں۔ آج کے بعد میرے بچے بہرحال یہ نہیں کہیں گے کہ عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں۔ یا تو وہ اس موقع پر خاموش رہیں گے یا پھر یہ کہیں گے کہ وہ خدا کے نبی تھے۔ اس پر اسکول والوں نے کہا ٹھیک ہے۔ آج کے بعد انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ ہر ماحول میں ہر جگہ کوئی نہ کوئی مشکلات ہوتی ہیں جن کا والدین کو سامنا کرنا پڑتا ہے، لیکن یہ مشکلات آپ کو حل کرنی ہونگی۔

ایک شخص نے پوچھا کہ بہت سے لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ جب ان کی حضور انور سے ملاقات ہوتی ہے تو وہ جب ملاقات کیلئے انتظار کررہے ہوتے ہیں تو سوچ رہے ہوتے ہیں کہ حضور انور سے کیا باتیں کرنی ہیں اور کیا سوال کرنا ہیں، لیکن یہ باتیں وہ ملاقات کے دوران بھول جاتے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ میری غلطی نہیں ہے۔ اگر آپ نہیں بھولے جو آپ نے ملاقات سے پہلے میرے سے بات کرنی تھی تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ پھر جو کچھ بھی لوگ کہتے ہیں وہ غلط ہے۔ ہاں بعض اوقات کچھ لوگ اتنے جذباتی ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنے خیال کا اظہار نہیں کرپاتے۔ خاص طور پر وہ افراد جن کی پہلی بار ملاقات ہوتی ہے۔ یہ اس موقع پر ان افراد کے جذبات کی وجہ ہوتی ہے نہ کہ کوئی خوف۔ میں بھی ایک انسان ہوں۔ ایک بار ایک شخص آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا اور کانپ رہا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خوفزدہ مت ہو۔ میں بھی ایک انسان ہوں اور ایک عورت کا بچہ ہوں، جسے کھانے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ بہرحال ہم سب انسان ہی ہیں، لیکن اگر احترام کی وجہ سے کوئی جذبات کی وجہ سے اپنی بات نہ بیان کرسکے تو یہ ایک الگ بات ہے۔ ورنہ میرے سے خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ایک افریقن دوست نے جن کا تعلق لندن سے تھا سوال کیا کہ کیا ایک احمدی لڑکی ایسے اسکول میں پڑھائی کرسکتی ہے جو غیر احمدیوں کے تحت چلایا جارہا ہو؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کی ممانعت ویسے تو نہیں ہے۔ اگر ایک احمدی لڑکی ایک ایسے girl اسکول میں جو غیر احمدی کے تحت ہے بہتر رنگ میں تعلیم حاصل کرسکتی ہے اور وہ وہاں محض سیکولر تعلیم دیتے ہوں تو اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ ایسے اسکول میں تعلیم حاصل کی جائے۔ آپ کا تعلق تو لندن سے ہے تو ادھر کیا کوئی غیر احمدی اسکول موجود ہے؟ آپ کے تمام بچے یا تو حکومتی اسکول میں تعلیم حاصل کررہے ہیں یا پھر چرچ اسکول میں؟ اگر وہ چرچ اسکول میں تعلیم حاصل کرسکتے ہیں تو پھر ایک غیر احمدی اسکول میں تعلیم حاصل کیوں نہیں کرسکتے۔

ایک غیر از جماعت خاتون نے سوال کیا کہ میں احمدی تو نہیں ہوں۔ میرے والدین بھی ساتھ ہیں جو میرے ساتھ موجود ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ آپ دنیا میں تبدیلی کس طرح لانا چاہتے ہیں؟ کیونکہ آج کل بہت سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو احمدی مسلمانوں پر حملے کرتے ہیں اور اس طرح سے احمدی مسلمان محفوظ نہیں ہیں۔ تو آپ اس صورتِ حال کو کس طرح سے بدلنا چاہتے ہیں۔ یورپ میں بھی اور تمام دنیا کے ممالک میں بھی احمدی کس طرح تبدیلی لاسکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: احمدیہ مسلم جماعت ایک مذہبی جماعت ہے۔ جو مذہبی جماعتیں ہوتی ہیں وہ صرف ایک رات میں ہی نہیں دنیا میں غالب آجاتی ہیں اور نہ ہی اپنے تمام علاقہ میں پھیل جاتی ہیں۔ بہت سے انبیاء اب تک آچکے ہیں۔ ہمارے ایمان کے مطابق ہر ملک میں نبی گزرا ہے۔ کیا ان انبیاء نے تمام دنیا میں تبدیلی کی؟ یا پھر اپنے تمام علاقہ میں تبدیلی لائے؟ اتنے انبیاء گزرے ہیں جن کو ان کی قوم نے قبول نہیں کیا۔ ان کے پیغام کا انکار کردیا گیا۔ یہاں تک کہ ان پر ظلم ہوا۔ آخرکار خدا تعالیٰ نے ان کی قوموں کو سزا دی۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت ایک مذہبی جماعت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق امام مہدی کا ظہور آخری زمانہ میں ہونا تھا اور اس نے آکر اسلامی تعلیم کو دوبارہ سے زندہ کرنا تھا اور اسلام کا پیغام پھیلانا تھا۔ ان دنوں میں چونکہ میڈیا نے بھی بہت ترقی کرلی ہوگی تو آپ لوگوں کو اس ذریعہ سے دنیا کے ہر کونے تک کامیابی حاصل ہوگی۔ تو ہم بالکل یہ کام کررہے ہیں۔ ایک فرد جس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے وہ ایک دور دراز کے علاقہ قادیان میں رہتا تھا جو ہندوستان کے ایک صوبہ پنجاب

میں واقع ہے جدھر کوئی سڑک نہیں جاتی تھی اور نہ ہی کوئی ٹرین۔ اس نے اس زمانہ میں دعویٰ کیا اور اس کا پیغام اس چھوٹے سے گاؤں سے باہر پھیلا اور ہندوستان کے بڑے شہروں تک پہنچا اور پھر برصغیر تک جا پہنچا اور پھر یہ پیغام تمام سرحدیں پار کر کے دور جگہوں تک پہنچا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی یہ پیغام امریکہ اور یو.کے تک بھی پھیل گیا تھا۔ اس وقت سے احمدیہ مسلم جماعت مسلسل پھیل رہی ہے اور اب جو ہم تو دنیا کے 212 ممالک میں پھیل چکے ہیں ہر سال افریقہ اور دنیا کے دیگر حصوں میں بھی ایک بڑی تعداد میں احمدی ہو رہے ہیں۔ اور ہم دن بدن بڑھ رہے ہیں اور اُمید ہے کہ انشاء اللہ ایک دن اسلام کا حقیقی پیغام پوری دنیا تک پھیل جائے گا اور اکثریت اس پیغام کو مان بھی لے گی اور یہ سب احمدیہ مسلم جماعت کے تبلیغی کام سے ہوگا۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ ایک رات میں پوری دنیا میں تبدیلی لائیں گے لیکن ہم یہ کام جاری رکھیں گے اور ہم اپنا کام نہیں چھوڑیں گے اور انشاء اللہ ایک دن لوگوں کے دل جیت کر ہم فتحیاب ہوں گے۔ ہم نے اس طرح سے لوگوں کو اسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع کرنا ہے جو پھر وحدہ لاشریک خدا کے سامنے جھک جائیں گے اور اسلام کے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کو قبول کرلیں گے۔

ماریشس سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور جب آپ کا اگلا افریقہ کا دورہ ہو تو ماریشس کو بھی یاد رکھیے گا۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ماریشس تو افریقہ کے اس علاقہ میں ہے جو ایشیا کے قریب ہے۔ اگر میں افریقہ جاؤں گا بھی تو ماریشس نہیں جاسکوں گا۔

ایک مہمان نے عرض کیا کہ اسکا تعلق کانگو برازاویل سے ہے اور وہ ایک صحافی ہیں اور احمدی نہیں ہیں۔ خلیفہ کو دیکھ کر نہایت ہی حیران ہوں کہ خلیفہ ہمارے درمیان بیٹھے ہیں اور یہ بالکل بھی وہ خلیفہ نہیں لگ رہے جس اسلام اور خلیفہ کے بارہ میں ہم سنتے آئے ہیں۔ یہ تو بالکل مختلف ہیں۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ اصل اسلام تو آپ کے پاس ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی کتب کا مطالعہ کیا ہے، وہ اسلام جسکے بارہ میں حضور ہمیں بتا رہے ہیں وہ تو امن اور پیار والا ہے۔ اب ہم دنیا کو کس طرح تبدیل کر سکتے ہیں۔ ہم ہر جگہ جنگ و جدال دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں ان جنگوں کے پیچھے مغربی ممالک کے ہاتھ نظر آرہے ہیں۔ خواہ وہ افریقہ میں ہوں یا middle east میں ہوں۔ ہر جگہ بڑی طاقتیں پیچھے ہیں۔ آپ اب کس طرح دنیا میں تبدیلی لانا چاہتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پہلی بات تو یہ ہے کہ جو خلافت کے بارہ میں آپ کہہ رہے ہیں، تو اس بارہ میں واضح ہو کہ خود کسی کو اجازت نہیں کہ وہ کہے میں ایک خلیفہ ہوں۔ خلافت کے نظام کیلئے ایک باقاعدہ اصول ہے جو کہ رسول کریم ﷺ نے بیان فرمادیا ہے اور وہ یہ کہ آخری زمانہ میں امام مہدی اور مسیح موعود آئے گا اور وہ اسلام کی اصل تعلیم کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ اس کے بعد خلافت کا نظام دوبارہ سے قائم ہو گا۔ تو یہ وہ سچی خلافت ہے اور اس کے ساتھ حضور ﷺ نے یہ ضمانت بھی دی کہ یہ خلافت کامیاب ہوگی اور دنیا پر فتحیاب ہوگی لوگوں کے دلوں پر بھی غلبہ پائے گی۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی اس خاتون کو جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ یہ کامیابی کچھ وقت چاہتی ہے۔ اب وہ ایک فرد جس نے ہندوستان کے ایک دور دراز علاقہ میں ہوتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ وہ مسیح موعود ہیں۔ اس وقت ادھر نہ تو کوئی ٹرانسپورٹ کے ذرائع تھے اور نہ ہی کوئی اور ایسی سہولتیں تھیں۔ لیکن پھر بھی آپؑ کی وفات کے وقت ان کے پیروکاروں کی تعداد 4 لاکھ تک پہنچ گئی تھی اور ان کے بعد بھی اب دیکھ رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ پھیلتی چلی جارہی ہے۔ اس ایک گاؤں سے پیغام پھیلا اور آج تک دنیا کے 212 ممالک تک پھیل گیا۔ افریقہ میں بھی بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ ہر سال لاکھوں لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اس لئے امید ہے کہ انشاء اللہ ایک دن ہم دنیا کی اکثریت کے دل جیت لیں گے اور وہ لوگ اسلام کی حقیقی تعلیم جان لیں گے اور وہ تعلیم یہ ہے کہ امن، پیار اور ہم آہنگی۔

ہمارا اسلام کوئی نیا اسلام نہیں ہے۔ ہمارا اسلام وہی اسلام ہے جو آنحضرت ﷺ لائے تھے اور وہ پیار و امن اور ہم آہنگی والا ہے۔ آپ ﷺ کے زمانہ کے دوران بھی وہ ابتدائی 13 سال تک نہیں پھیلے تھے۔ جب آپ ﷺ نے مکہ سے ہجرت فرمائی اور مکہ والوں نے مدینہ کے قلیل تعداد مسلمانوں پر حملہ کیا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مسلمانوں کو اپنے دفاع کی اجازت دی کہ اب آپ لوگ ان کے مظالم کا جواب دے سکتے ہو اور اپنا دفاع کر سکتے ہو۔ اگر وہ حملہ کریں تو اب ان کے خلاف لڑ بھی سکتے ہو۔ یہ وہ پہلا حکم تھا دفاعی جنگ کا جو کہ حضرت محمد ﷺ کو دیا گیا تھا۔ ساتھ یہ بھی واضح کردیا اور قرآن کریم میں یہ ذکر ملتا ہے کہ اگر تم نے ان کے مظالم کا جواب نہیں دیا جو کہ نہ صرف مسلمانوں کو مٹانا چاہتے تھے بلکہ اس مذہب کو بھی صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے تھے، تو پھر کوئی بھی مندر یا synagogue یا چرچ یا مسجد نہ بچے گی۔ یہ جنگ کا پہلا حکم تھا جو دیا گیا تھا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جو حکم مسلمانوں کو دیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ دشمنوں کو اسی طرز سے جواب دیں جس طرز سے وہ حملہ کر رہے ہیں اور اس کا مقصد یہ تھا کہ مذہب کو بچایا جائے۔ تو حقیقی اسلام یہ تھا اور آج جو اسلام کے دشمن ہیں وہ اسلام کے خلاف جنگ نہیں کر رہے۔ اب اسلام پر حملہ کرنے کی طرز بدل گئی ہے۔ اس لئے ہمیں بھی اسی طرح جواب دینا ہوگا۔ جس طرح دشمن اسلام پر حملہ آور ہے اور بالکل یہ کام جماعت احمدیہ کر رہی ہے کہ اسلام کا حقیقی پیغام دنیا بھر میں پھیلایا جائے اور اسلام کی امن پسند تعلیم دنیا کے سامنے رکھی جائے۔ ہم اس طرح تبلیغ کر رہے ہیں کہ لٹریچر شائع کر رہے ہیں اور electronic میڈیا کے ذریعہ سے بھی پیغام پہنچا رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہر سال لاکھوں لوگ ہماری جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ انشاء اللہ ایک دن ہم اکثریت میں ہوں گے۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی جس کے ساتھ ملاقات کا پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ بعدازاں 9 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشا جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

......☆......☆......☆......

## 8 ستمبر 2018 (بروز ہفتہ)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 5 بجکر 50 منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔ آج پروگرام کے مطابق لجنہ جلسہ گاہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ کے جلسہ سے خطاب تھا۔

آج لجنہ کے جلسہ گاہ میں صبح کے اجلاس کا آغاز 10 بجے حضرت بیگم صاحبہ مدّظلہا العالی کی زیر صدارت ہوا جو دوپہر 11 بجکر 40 منٹ تک جاری رہا۔ اس سیشن میں تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو و جرمن ترجمہ کے علاوہ ایک اردو نظم اور چار تقاریر ہوئیں۔ جن میں دو اردو زبان میں تھیں اور دو جرمن زبان میں تھیں۔

پروگرام کے مطابق دوپہر 12 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ناظمہ اعلیٰ و نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی نے اپنی نائب ناظمات اعلیٰ کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا اور خواتین نے بڑے ولولہ اور جوش کے ساتھ نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔

جرمنی کی وفاقی وزیر قانون محترمہ کترینہ بارلی صاحبہ بھی اس اجلاس میں شرکت کیلئے آئی ہوئی تھیں۔ اجلاس کے باقاعدہ آغاز سے قبل موصوفہ نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا: جرمنی کے قومی پرچم کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کا پرچم بھی لگا ہوا ہے، یہ بہت اہم بات ہے۔ یعنی یہاں دونوں کیلئے جگہ ہے۔ آپ کا یہ طریق کہ آپ لوگوں سے ملتے، بات چیت کرتے اور لوگوں کو حصہ لینے کی دعوت دیتے ہیں تاکہ بدظنیاں اور تحفظات دور ہوں، بہت درست اور صحیح طریق ہے۔ مذہب کی آزادی ہمارے دستور کا حصہ ہے۔ اس وقت جرمنی میں اسبات کی ضرورت ہے کہ ہم اس آزادی کی حفاظت کریں۔ یہ آزادی ہر جگہ نہیں ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں آپ کی جماعت کو اس بات کا علم ہے کہ یا تو مذہبی آزادی دی نہیں جاتی اور جہاں کاغذ پر دی جاتی ہے وہاں بھی عملی طور پر نہیں دی جاتی۔ مختلف ممالک میں آپ کی جماعت پر پابندیاں ہیں۔ ممبران کو امتیازی سلوک کا سامنا ہے بلکہ وہ مظالم کا بھی شکار ہیں۔ آپ کی جماعت کی گفت وشنید، دلی کشادگی اور یہ ماٹو کہ ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' بہت اہم ہیں۔ اس زمانہ میں ہمیں جرمنی میں آپ جیسے لوگوں کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے۔

موصوفہ کے ایڈریس کے بعد لجنہ کے اس اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ درّعجم ہیوبش صاحبہ نے کی۔ بعدازاں اسکا اردو اور جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد عزیزہ انیقہ شاکر باجوہ صاحبہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ؎

خدا سے چاہئے ہے لَو لگانی
کہ سب فانی ہیں پر وہ غیر فانی
وہی ہے راحت و آرام دل کا
اُسی سے روح کو ہے شادمانی

کے منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

بعدازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی 62 طالبات کو اسناد عطا فرمائیں اور حضرت بیگم صاحبہ مدّظلہا العالی نے ان طالبات کو میڈل پہنائے۔ تعلیمی ایوارڈ حاصل کرنے والی ان خوش نصیب طالبات کے اسماء درج ذیل ہیں:

| |
|---|
| پروفیسر ڈاکٹر مدیحہ رانا صاحبہ (جرمنی)<br>Habilitation in Psychology |
| ڈاکٹر سائرہ افضل صاحبہ (جرمنی)<br>Ph.D in Bio-Sciences |
| ڈاکٹر رداء انعام صاحبہ (جرمنی)<br>Ph.D in English Language & Literature Studies |
| صفورہ چیمہ صاحبہ (جرمنی)<br>State Examination in Human Medicine |
| صائمہ انعام صاحبہ (جرمنی)<br>State Examination in Human Medicine |
| غزالہ احمد صاحبہ (جرمنی)<br>2nd State Examination in Teaching |
| طلعت زبیر صاحبہ (جرمنی)<br>Magistra Artium in Political Science & German Language & Literature |
| طلعت زبیر صاحبہ (جرمنی)<br>1st State Examination in Teaching |
| صائقہ روبینہ اختر صاحبہ (جرمنی)<br>1st State Examination in Teaching |
| نائلہ ارشد صاحبہ (جرمنی)<br>1st State Examination in Teaching |
| عفیفہ شبیر احمد صاحبہ (جرمنی)<br>1st State Examination in Teaching |
| عمارہ بھٹی صاحبہ (جرمنی)<br>1st State Examination in Teaching |
| نداحنا احمد صاحبہ (جرمنی)<br>1st State Examination in Teaching |
| سمن ماجد شیخ صاحبہ (جرمنی)<br>1st State Examination in Teaching |
| سلمٰی احمد صاحبہ (جرمنی)<br>1st State Examination in Teaching |
| مدیحہ احمد صاحبہ (جرمنی)<br>1st State Examination in Teaching |
| ندا رانجھا صاحبہ (جرمنی)<br>1st State Examination in Teaching |
| عفت احمد صاحبہ (جرمنی)<br>1st State Examination in Teaching |
| نوشین احمد صاحبہ (جرمنی)<br>1st State Examination in Teaching |
| منتہٰی شفیق صاحبہ (جرمنی)<br>Master of Science in Health Science |
| عظمٰی حنیف صاحبہ (جرمنی)<br>Master of Arts in Research in Social Work |
| ماریہ وحید صاحبہ (جرمنی)<br>Master of Arts in Sociology |
| بشریٰ نور احمد صاحبہ (جرمنی)<br>Master of Arts in Anglophone Literatures, Cultures & Media |
| سائرہ احمد صاحبہ (جرمنی)<br>Master in Economics & Finanace Sociology |

ماریہ عباس صاحبہ (جرمنی)
Master of Education in Teaching

عائشہ منور گھمن صاحبہ (جرمنی)
Master of Science in Cardiovascular Science

انیلہ اختر احمد صاحبہ (جرمنی)
Master of Science in Mechanical Engineering

Svea Ahmad صاحبہ (جرمنی)
Master of Education in Teaching

منصورہ سعید صاحبہ (جرمنی)
Master of Education in Teaching

انعم حیدر صاحبہ (جرمنی)
Master of Education in Teaching

تمثیلہ محمود صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Teaching
Master in Aeronautical Engineering

زینب احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Social Work

فرح محمود احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Education in Education for Secondary School

فاطمہ طاہرہ بابر صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Science in Medical Physics

سمیرہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Education Science

امتہ النور احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Education Science

ملیحہ گوہر رانا صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Science in Psychology

نبیلہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Islamic Science & Gender Studies

سجیلہ حسین صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Sociology & Cultural Anthropology

سلطانہ کاہلوں صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Social Work

نائلہ وہاب صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Social Work

قراءۃ العین خالد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Childhood Studies

لبنیٰ راٹھور رزاق صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Science in Teaching

ثمینہ شاہ صاحبہ (جرمنی)
A-Levels (Abitur)

سلمانہ احمد کاہلون صاحبہ (جرمنی)
A-Levels (Abitur)

رخشندہ غفار صاحبہ (جرمنی)
A-Levels (Abitur)

حرمین احمد صاحبہ (جرمنی)
A-Levels (Abitur)

Dr Jeannine Khan صاحبہ (سویزرلینڈ)
Ph.D in Educational Psychology & Didactics

ڈاکٹر مصور احمد صاحبہ (کینیڈا)
Ph.D in Medical

نور الآصفہ منور صاحبہ (انڈونیشیا)
Master of Scinece in Occupatinal Health, Safety & the Environment

فضا عامر صاحبہ (نائیجر)
Master of Science in Medicine

شائستہ سنبل احمد صاحبہ (ڈنمارک)
Master in Communication Marketing

حافظہ انجم صاحبہ (پاکستان)
BS (Hons) in Zoology

ثاقبہ نصیر صاحبہ (پاکستان)
BS (Hons) in Microbiology

انیسہ عابد صاحبہ (نائیجیریا)
Bachelor of Agricultural Technology in Food Science & Nutrition

آمنہ محمود صاحبہ (سویزرلینڈ)
Bachelor of Medicine in Human Medicine

ندا کاہلوں صاحبہ (فرانس)
Primary School Teaching

صادقہ بشارت صاحبہ (ڈنمارک)
Gymnasium

نبا مہین صاحبہ (سویڈن)
Secondary School

ملیحہ نباہت ظفر صاحبہ (کینیا)
Secondary School

نوال مبشر صاحبہ (سعودی عرب)
Secondary School

ملیحہ سید صاحبہ (جرمنی)
High School

تقسیم ایوارڈ کی تقریب کے بعد 12 بجکر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

**خطاب حضور انور**

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کی دنیا میں عموماً مذہب کی طرف زیادہ توجہ نہیں ہے نہ مذہب کی تاریخ جاننے کی طرف زیادہ توجہ ہے۔ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مذہبی دنیا میں یا مذہب کی تاریخ میں صرف مرد کی اہمیت ہے اور عورت کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی اور اس کو بعض اسلام مخالف لوگ یا مذہب مخالف لوگ زیادہ ہوا دیتے ہیں۔ خاص طور پر اسلام پر تو یہ اعتراض بار بار اٹھایا جاتا ہے کہ عورت ایک ثانوی حیثیت رکھتی ہے اور جو بھی اس کا کردار ہو یا اس کی قربانیاں ہوں ان کو مردوں سے کم درجہ پر رکھا جاتا ہے۔ مرد کے کردار اور کام کی ہمیشہ تعریف کی جاتی ہے اور عورت کے کردار اور کام کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی لیکن جب ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ کیا مذہب اور خاص طور پر اسلام، عورت کی دین کے لئے خدمات، عورت کے دین کی ترقی کے لئے کردار، عورت کی دین کی خاطر قربانی کو مردوں کی خدمات، ان کے کردار ان کی خدمات سے کم سمجھتا ہے یا اسلام میں کم سمجھا جاتا ہے یا کم اہمیت دی جاتی ہے تو جواب نفی میں ملے گا اور ہر علم رکھنے والی عورت یہ جانتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک مسلمان سب سے زیادہ تاریخی واقعاتی اور علمی حقائق کے لئے جس چیز پر یا جس گواہی پر ایمان اور یقین رکھتا ہے یا اس کو ایمان اور یقین کی حد تک مانتا ہے وہ قرآن کریم ہے اور اس میں بیان کردہ واقعات و حقائق ہیں اور قرآن کریم سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ مذہب کی تاریخ میں عورت کا بڑا مقام ہے اور عورت کے قابل تعریف کاموں کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے اور بیان فرمایا ہے اور انہی قابل تعریف اور اہم کاموں کی وجہ سے عورت کو ان انعامات میں حصہ دار بنایا گیا ہے جن کاموں کی وجہ سے مرد اس کے اجر کے حق دار ٹھہرائے گئے ہیں یا نوازے گئے ہیں۔

پھر قرآن کریم کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کی ہدایات عورت کی اہمیت اور اس کے تاریخی کردار پر روشنی ڈالتے ہیں۔ پھر جماعت احمدیہ مسلمہ میں تو اسلام اور احمدیت کی تاریخ اس بات پر بھی گواہ ہے اور اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ عورت کے کردار اور قربانیوں کا کیا اہم مقام ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ جس طرح مرد کی قربانیوں اور دین کی خاطر اہم کردار کو مذہب کی تاریخ اور خاص طور پر اسلام میں محفوظ کیا ہے وہاں عورت کی قربانیوں اور کردار کو بھی کم نہیں سمجھا اور محفوظ رکھا ہے بلکہ ہم جائزہ لیں تو مذہب اسلام کی تو ابتدا ہی عورت کی قربانیوں سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے رکھی اور اس بنیاد میں عورت کا حصہ شامل کیا گیا۔ قرآن کریم میں بھی یہ ذکر ہے اور حدیث میں بھی یہ تفصیل سے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رؤیا دکھایا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلے اور کئی سال تک اکلوتے بیٹے تھے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام تو کئی سال کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ بہرحال حضرت اسماعیل علیہ السلام ابھی چند سال کے ہی تھے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ خواب دیکھی اور اسماعیل علیہ السلام کو سنائی کہ میں نے اس طرح دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ وہ زمانہ تھا کہ جب لوگ بتوں کو خوش کرنے کے لئے انسانوں کی قربانیاں بھی کیا کرتے تھے اور خصوصاً بیٹوں کو ذبح کرنا ایک بہت بڑی قربانی سمجھا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خیال آیا کہ انسانی جان کو بتوں پر قربان کرنے کا رواج تو ہے تو اس خواب کا مطلب ہے کہ میں بھی اس رواج کے مطابق اپنے بیٹے کو خدا تعالیٰ کی خاطر قربان کروں اور یہی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے مجھ سے یہ ان کو خیال آیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ذکر کیا تو جیسا کہ قرآن کریم میں بھی آتا ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ اپنی رؤیا کو پورا کریں مجھے انشاء اللہ اس پر صبر کرنے والا پائیں گے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو باہر جنگل میں لے گئے اور الٹا لٹا دیا تا کہ ذبح کریں لیکن اس وقت جب آپ ذبح کرنے لگے تو قرآن کریم میں بھی آتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا کہ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا یعنی جب تو اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گیا ہے تو تُو نے اپنی خواب پوری کر دی ہے اور یہ عمل صاف ظاہر کرتا ہے کہ تو عملاً اپنے بیٹے کو ذبح کر سکتا ہے مگر اب تو نے اسے ذبح نہیں کرنا اور آج سے مذہبی تاریخ میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ آج سے انسانوں کو ذبح کرنے کا رواج ختم کیا جاتا ہے اور یہ طریق درست نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانیوں کے نئے طریق رائج ہوں گے جو اس قربانی سے بہت بلند ہیں اور مستقل قربانی کرتے چلے جانے والے طریق ہیں۔

چنانچہ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوبارہ الہاماً فرمایا کہ حضرت ہاجرہ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کے مقام پر لے جائیں اور وہاں چھوڑ آئیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کے مقام پر لے گئے اس وقت وہاں میلوں تک کوئی آبادی نہیں تھی۔ آپ اپنے ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ اور کھجوروں کا ایک تھیلا لے کے گئے تھے ان دونوں ماں بیٹے کے پاس وہ پانی اور کھجوروں کی تھیلی رکھ دی اور انہیں وہیں چھوڑ کر واپس چل پڑے۔ یہاں سے پھر اس مستقل قربانی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایک انسانی جان کی قربانی ختم کر کے شروع کروائی تھی۔ دراصل رؤیا میں اسی قربانی کا ذکر تھا نہ کہ چھری پھیرنے والی قربانی کہ ایسی جگہ چھوڑ آؤ جہاں نہ کھانے کو روٹی ملے نہ پینے کو پانی ملے گویا یہ تمہاری طرف سے ایک طرح سے ذبح کرنا ہی ہے۔ بہرحال جب واپسی کے لئے مڑے تو بیوی اور بیٹے کی محبت کی وجہ سے چند قدم جا کر مڑ کر دیکھنے لگے حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر چل پڑتے پھر رک کر دیکھنے لگتے۔ جب چند بار اس طرح مڑ کر دیکھتے رہے تو حضرت ہاجرہ جو بڑی فراست رکھنے والی خاتون تھیں انہیں خیال پیدا ہوا کہ آپ ہمیں یہاں چھوڑ کر کسی معمولی کام کے لئے نہیں جا رہے یا ادھر ادھر کوئی جگہ دیکھنے تلاش کرنے نہیں جا رہے بلکہ ضرور کوئی بات ہے کوئی راز ہے جو آپ ہم سے چھپا رہے ہیں۔ حضرت ہاجرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے گئیں اور کہا کہ آپ ہمیں یہاں اکیلے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ انہوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت ہاجرہ کچھ دور تک آپ کے پیچھے جا کر یہی پوچھتی رہیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کوئی جواب نہیں دیتے تھے۔ حضرت ہاجرہ سمجھ گئیں کہ جذبات اور دل کے درد کی وجہ سے کوئی جواب نہیں دے رہے۔ آخر حضرت ہاجرہ نے کہا کہ اے ابراہیم! آپ کس کے حکم سے ہمیں یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم جذبات کی وجہ سے کچھ بول تو نہ سکے البتہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اشارہ کر دیا۔ اس پر حضرت ہاجرہ نے کہا کہ اگر آپ ہمیں یہاں خدا تعالیٰ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو فکر کی کوئی بات نہیں اگر خدا تعالیٰ نے کہا ہے تو وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا اور یہ کہہ کر واپس چلی گئیں۔ یہ ایمان کا معیار تھا ان کا۔ آخر وہ تھوڑا سا پانی اور کھجوریں چند دنوں میں ختم ہو گئیں جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام جب بھی کبھی پانی مانگتے یا کھانا مانگتے تو وہ کہاں سے دیتیں میلوں تک آبادی کوئی نہیں تھی نہ کوئی انتظام ہو سکتا تھا آخر حضرت اسماعیل علیہ السلام پیاس اور بھوک کی وجہ سے بیہوش ہونا شروع ہو گئے۔ ہوش آتی تو پھر پانی مانگتے پھر غشی طاری ہو جاتی۔ ماں، بیٹے کی حالت دیکھ کر گھبرا کر قریب جو دو ٹیلے تھے صفا اور مروہ وہاں جاتیں اور ادھر پانی یا کسی گزرنے والے قافلے کو تلاش کرتیں۔ پہلے صفا پر چڑھ جاتیں وہاں سے کچھ نظر نہ آتا تو مروہ پر دوڑ کر چڑھتیں دوڑ کر چڑھنے کی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ دو ٹیلوں کے درمیان جو نیچی جگہ تھی وہاں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام نظر نہ آتے تھے۔ بے چین ہو کر اوپر چڑھتیں تا کہ بچے پر بھی نظر پڑتی رہے۔ جب آپ سات چکر لگا چکیں تو فرشتے کی آواز آئی کہ ہاجرہ جا اپنے بچے کے پاس اللہ تعالیٰ نے پانی کا انتظام کر دیا ہے چنانچہ جب آپ بچے کے پاس پہنچیں تو دیکھا جہاں بچہ تڑپ رہا تھا وہاں پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا اس طرح وہاں پانی کی وجہ سے پھر قافلے ٹھہرنے شروع ہو گئے اور مکہ کی بنیاد پڑی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کی دوبارہ بنیادیں رکھیں تو یہ دعا کی کہ اے خدا اس شہر کے رہنے والوں اور میری اولاد میں سے ایسا نبی مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے تیری کتاب سکھائے اس کی حکمتیں بیان کرے اور ان

کے دلوں کا تزکیہ کرے انہیں پاک کرے۔ یعنی مکہ کی جو بنیاد رکھی گئی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے لئے تھی اور اس میں مرد اور عورت دونوں شامل تھے۔ حضرت ہاجرہ اگر اللہ تعالیٰ پر توکل نہ کرتیں اور بچے کے ساتھ قربانی کے لئے تیار نہ ہوتیں تو انہیں کبھی وہ مقام نہ ملتا جو آج ہر مسلمان کے دل میں آپ کا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا ذکر ملتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہو گا۔ اور فرعون کیونکہ تم لوگوں کا دشمن ہے وہ اسے مارنے کا ارادہ کرے گا اس لئے جب وہ پیدا ہو تو ایک ٹوکرے میں رکھ کر اسے دریا میں ڈال دینا اور حضرت موسیٰ کی والدہ کو جو نیکی اور تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی ذات پر انہیں توکل تھا اس وجہ سے انہوں نے ایسا ہی کیا اور یہ پرواہ نہ کی کہ دریا میں میرا بچہ ڈوب بھی سکتا ہے یہ ٹوکرہ جنگلوں میں پتا نہیں کہاں کہاں جا سکتا ہے کسی جانور کے ہتے چڑھ سکتا ہے فرعون سے تو شاید بچے کو بچانے کی کوئی ترکیب ہوسکتی تھی دریا میں تو کوئی امکان نہیں تھا لیکن کامل توکل تھا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اس لئے فوری تعمیل کی یہ ایسا جرأت والا قدم ہے جو شاید کروڑوں میں ایک عورت بھی نہ کر سکے کہ صرف ایک خواب کی وجہ سے بچے کو دریا میں ڈال دیا بلکہ نسلوں میں بھی شاید کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو یہ قربانی کر سکے لیکن انہوں نے کی اور اسی سے پھر حضرت موسیٰ بچے۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ضمن میں ہی ایک اور عورت کی بھی قربانی کا ذکر ملتا ہے جو فرعون کی بیوی تھی جس نے پھر اس دریا میں بہتے ہوئے بچے کو فرعون کو کسی طرح قائل کر کے پرورش کے لئے لے لیا۔ فرعون کی بیوی بھی ہر وقت یہ دعا کرنے والی تھی کہ اے اللہ تو شرک کی ظلمت کو دور کر دے اور سچائی کو دنیا میں قائم کر دے۔ اب دیکھیں کہ بادشاہ کی بیوی ہے ہر قسم کے آرام اور آسائش میں رہنے والی ہے اور پھر فرعون جیسے شخص کے ساتھ رہنے والی ہے جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے مقابل پر کھڑا کرتا تھا لیکن فطرت کی نیکی اور جرأت اور اللہ تعالیٰ سے تعلق نے ایسے حالات کے باوجود انہیں سب چیزوں کو ٹھکرا کر خدائے واحد کی حکومت قائم کرنے کا درد پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اس عمل کو سراہا اور ایسا مقام عطا کیا کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر کر دیا۔ اب یہ دونوں عورتیں بھی ایک مذہب کی بنیاد رکھنے میں کردار ادا کرنے والی تھیں۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے بھی بڑی قربانیاں کیں اپنے بیٹے کو صلیب پر لٹکتے دیکھا اور بڑی جرأت سے یہ نظارہ دیکھا۔ شاید ہی کوئی ماں ہو کوئی عورت ہو جو یہ نظارہ اس طرح دیکھ سکے اور قربانی کے لئے تیار ہو۔ غرض کہ مذہب کی تاریخ نے عورت کے مقام اور قربانیوں کو محفوظ کیا ہے۔

پھر اسلام کی تاریخ میں ہم مزید یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت خدیجہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی وحی سے لے کر جب آپ نے دعویٰ کیا اور آپ کی مخالفت شروع ہوئی تیرہ سال تک شدید تکالیف میں آپ کا ساتھ دیا۔ ایک امیر ترین عورت جس نے نہ صرف اپنی تمام دولت اپنے خاوند کے سپرد کر دی بلکہ شعب ابی طالب میں سخت ترین حالات میں بھوکی پیاسی رہ کر قربانی کرتی رہیں اور یہ قربانی قریباً اڑھائی تین سال تک جاری رہی۔ اسی طرح اور مسلمان عورتیں بھی اس دور میں تکلیف اور پریشانیوں سے گزری ہیں جنکی قربانیوں کو تاریخ نے محفوظ کیا ہے۔

پھر اگر علم و معرفت کی باتوں کا ذکر ہو تو یہ نہیں کہ عورت کو جاہل بنا دیا اور صرف مردوں کو ہی علم و معرفت کا سمجھنے والا سمجھا جاتا ہے۔ اسلام کی تاریخ نے عورت کی علم و معرفت کی باتوں کو بھی محفوظ کیا ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نے دین کا علم سیکھنا ہے تو نصف دین عائشہ سے سیکھو۔ یعنی میں نے اس کی ایسی تربیت کر دی ہے اس میں ایسی صلاحیتیں پیدا ہو چکی ہیں کہ دین کے مسائل اور خاص طور پر عورتوں کے مسائل عائشہ سے سیکھو چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ بہت ساری روایات عورتوں کے مسائل کے بارے میں بھی حضرت عائشہ سے ہمیں ملتی ہیں اور مردوں کی تربیت بھی حضرت عائشہ نے کی ہے قرآن کریم کو دیکھ لیں ہر جگہ مسائل کے بیان احکامات اور انعامات میں عورت اور مرد دونوں کا ذکر ہے۔ اگر مرد کی نیکی کا ذکر ہے تو عورت کو بھی نیک کہا گیا ہے مرد کی عبادت کا ذکر ہے تو عورت کو بھی عبادت کرنے والی کہا گیا ہے۔ جنت میں مرد جائیں گے تو عورتیں بھی جائیں گی جنت میں مرد اعلیٰ مقام حاصل کریں گے تو عورتیں بھی کریں گی۔ اگر کسی نیک مرد کی وجہ سے اس کی بیوی کم نیکی کے باوجود جنت میں جا سکتی ہے تو کسی اعلیٰ قسم کی نیکیاں کرنے والی عورت کی وجہ سے اس سے کم نیکی کرنے والا خاوند بھی اس کی وجہ سے جنت میں جا سکتا ہے۔ جنت میں اگر اعلیٰ مقام پر مرد اپنی نیکیوں کی وجہ سے ہوں گے جیسا کہ میں نے کہا تو اسی اعلیٰ مقام پر عورتیں بھی ہوں گی۔ پھر یہ بھی روایت ملتی ہے کہ ایک عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ مرد ہم سے زیادہ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں کہ وہ جہاد میں شامل ہوں اور ہم نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے تم بھی شامل ہو جاؤ۔ آپ نے انکار نہیں کیا چنانچہ جب وہ شامل ہوئیں اور اس جنگ میں مسلمانوں کی فتح ہوئی تو باوجود صحابہ کے یہ کہنے کے کہ اس نے تو اتنا حصہ نہیں لیا جنگ میں جتنا ہم نے لیا ہے اور ہم لڑے ہیں اس لئے اس کو مال غنیمت میں حصہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس کو بھی مال غنیمت میں حصہ دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد یہ طریق بن گیا کہ مرد جب جہاد پر جائیں تو مرہم پٹی کے لئے عورتیں بھی ساتھ جائیں۔ غرض کہ عورتوں نے باہر نکل کر جہاد بھی کیا اور تمام خطرات کے باوجود مردوں کے ساتھ متفرق ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے جہاد میں جاتی بھی تھیں بلکہ یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ فنون جنگ کی بھی انہوں نے تربیت حاصل کی۔ یہ سوچ ان کی تھی کہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہم نے ہر قربانی کے لئے تیار ہونا ہے۔ دین کی اولین ترجیح تھی۔ دنیا کی خواہشات کی ان کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں تھی۔

پس آج بھی اگر ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے اسلام کی تعلیم کو دنیا کے چپے چپے پر پھیلانا ہے تو پھر ذاتی خواہشات کی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اپنے خاوندوں اور اپنے بچوں کے اندر یہ احساس پیدا کرنے ہوں گے کہ دین اوّل ہے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا سب سے اوّل ترجیح ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت سب سے اوّل ہے اور باقی محبتیں بعد میں ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: صرف بڑے اور اہم لوگوں کی مثالوں کو تاریخ نے محفوظ نہیں کیا بلکہ غریب اور بے بس لوگوں کی قربانیوں کو بھی اسلام کی تاریخ نے محفوظ کیا ہے۔ مثلاً لبینہ ایک صحابیہ خاتون تھیں بنو عدی کی ایک لونڈی تھیں اسلام لانے سے پہلے عمر انہیں اتنا مارتے تھے کہ مارتے مارتے تھک جاتے تھے اور پھر دم لے کر انہیں مارنے لگ جاتے تھے۔ حضرت لبینہ سامنے سے صرف اتنا کہتی تھیں کہ عمر اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو خدا اس ظلم کو بے انتقام نہیں چھوڑے گا۔ یہ توکل تھا ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر۔ پھر زنیرہ ایک خاتون تھی بنو مخذوم کی لونڈی تھی اور ابوجہل نے اس بے دردی سے ان کو مارا پیٹا منہ پر بھی مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں نظر ختم ہو گئی۔ اسی طرح حضرت عمار کی والدہ حضرت سمیہ جو بوڑھی تھیں ان کی ران میں اسلام دشمنی کی وجہ سے ابوجہل نے اس طرح نیزہ مارا کہ ان کے پیٹ سے باہر نکل گیا اور شہید ہو گئیں۔ غرض کہ اور بھی بیشمار واقعات ہیں مسلمان عورتوں کی قربانیوں کے۔ یہ واقعات کیوں محفوظ کئے گئے اس لئے کہ بعد میں آنے والے اپنی تاریخ جان سکیں انہیں پتا چلے کہ خدا کی خاطر اور خدا کے دین کی عظمت کی خاطر قربانیاں دینی پڑتی ہیں اور عورت اور مرد کی قربانیوں سے ہی قومیں بنا کرتی ہیں صرف مرد کی قربانی سے قومیں نہیں بنتیں نہ صرف عورت کی قربانی سے قومیں بنتی ہیں بلکہ دونوں کو قربانیاں دینی پڑتی ہیں اور ان قربانیوں سے اللہ تعالیٰ کے دین کی عظمت بھی قائم ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم احمدی تو اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہیں کہ اس زمانے میں جبکہ اسلام کی احیائے نو کا زمانہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے تا کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا میں پھیلائیں۔ جب آپ نے دعویٰ کیا تو مسلمانوں اور غیر مسلموں اور سب نے آپ کی مخالفت کی۔ مسلمان علماء نے آپ پر اور آپ کی جماعت پر قتل کے فتوے دیئے کہ ایک تو آپ نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو باقی مسلمان کہتے ہیں ہم کسی طرح ماننے کو تیار نہیں دوسرے تلوار کے جہاد کو اب اس زمانے میں غلط قرار دیا ہے تو آپ نے بڑا واضح فرمایا کہ میرا دعویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں غیر شرعی نبی ہونے کا ہے۔ میں نے اگر نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو آپ کے غلام نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے غیر شرعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے آپ کی شریعت کو پھیلانے کے لئے دعویٰ کیا ہے اور اسلام کی تعلیم کو دنیا میں غالب کرنے کے لئے دعویٰ ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح موعود کو نبی اللہ کہا ہے اسی طرح جہاد کا جو تصور تم پیش کرتے ہو اس کی اس زمانے میں اس لئے ضرورت نہیں ہے کہ اسلام پر حملے اب کتابوں اور لٹریچر اور دوسرے ذرائع سے ہو رہے ہیں وہی ذریعہ تم استعمال کرو اور اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو بتاؤ اور یہی آنے والے مسیح موعود کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ جنگوں کا خاتمہ کرے گا اور جو جہاد ہے وہ اب تبلیغ سے اور لٹریچر سے اور دوسرے میڈیا کے ذرائع سے ہوگا اور اس میں مردوں کو بھی حصہ لینے کی ضرورت ہے اور عورتوں کو بھی حصہ لینے کی ضرورت ہے لیکن اس بات کو نام نہاد علماء ماننے کو تیار نہیں تھے اور اس وجہ سے انہوں نے احمدیوں پر ظلم کئے احمدیوں کو قربانیاں دینی پڑیں اور مردوں کے ساتھ عورتوں نے بھی جان مال کی قربانیاں دیں اور دین کی اشاعت کیلئے اپنے جذبات کی اور اپنی اولاد کی بھی قربانیاں دیں اپنے مال کی بھی قربانیاں دیں تا کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہمیں ملی وہ دنیا میں پہنچے۔ آج مردوں کے ساتھ احمدی عورتوں کی قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیا کے دوسو دس سے زائد ممالک میں احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ آج اسلام کو اگر پرامن مذہب کے نام پر کہیں دنیا میں جانا جاتا ہے تو وہ احمدیت کی وجہ سے ہے۔ پس آپ لوگ جو آج یہاں میرے سامنے بیٹھی ہیں اس بات کو یاد رکھیں کہ آپ لوگوں کا یہاں آنا بھی احمدی مردوں اور عورتوں کی قربانی کی وجہ سے ہے۔ احمدیت کا دنیا میں پھیلنا دنیا میں رہنے والی عورتوں اور مردوں کی قربانی کی وجہ سے ہے خاص طور پر جن جگہوں پر جن ملکوں میں احمدیوں پر ظلم ہو رہے ہیں وہاں احمدی مردوں اور عورتوں دونوں نے قربانیاں دی ہیں۔ آپ لوگوں کا یہاں آنا ان عورتوں کی قربانی اور دین کی حفاظت کی وجہ سے ہے اور اب تک یہ قربانیوں کا سلسلہ چل رہا ہے بعض ایسی ایسی قربانیاں ہیں عورتوں کی کہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ بعض مثالیں میں عورتوں کی قربانیوں کی پیش کروں گا حیرت ہوتی ہے ان قربانیوں کو دیکھ کر۔ صرف پاکستان میں ہی نہیں دنیا میں مختلف جگہوں پر یہ سلسلہ جاری ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور دین کی خاطر اپنے خاندانوں اور اپنے بچوں تک کی پرواہ نہ کرنے تک کی مثالیں ہیں۔ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کی مثالیں ہیں مثلاً ڈاکٹر نورین صاحبہ تھیں پاکستان میں جن کی عمر صرف 28 سال تھی اور ان کے خاوند ڈاکٹر شیراز 37 سال کے تھے۔ دونوں اپنے اپنے فیلڈ میں میڈیکل کی فیلڈ میں شعبہ میں ماہر تھے ملتان میں انہیں صرف اس لئے شہید کیا گیا کہ یہ دونوں امام وقت کو ماننے والے تھے ظالمانہ طریق پر ان کا گلا گھونٹ کر مارا گیا۔ پھر 2010ء میں جب دارالذکر اور ماڈل ٹاؤن میں ہماری مساجد پر حملے ہوئے ہیں بڑی تعداد میں احمدی شہید کئے گئے تو بعض نوجوان بچے بھی اس راہ میں قربان ہوئے اور اس پر ماؤں کے ردّعمل یہ تھے کہ ہم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں ایک ماں نے کہا کہ میں نے

## حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو کیونکہ آدمی کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو وہ گھر میں پڑھتا ہے سوائے فرض نماز کے۔ (بخاری باب صلوۃ اللیل)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم جے وسیم احمد صاحب مرحوم (چنتہ کنٹہ)

## حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

باجماعت نماز اکیلی نماز پر ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔

(بخاری کتاب الاذان)

طالب دعا: افراد خاندان و فیملی مکرم ایڈووکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم، حیدرآباد

اپنی گود سے جواں سال بیٹا خدا کی گود میں رکھ دیا۔ ایک ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا تین بیٹیاں تھیں جو میڈیکل کالج میں پڑھتا تھا وہ شہید ہوا تو ماں باپ نے کہا کہ ہم بھی جماعت کی خاطر قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرتی رہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت سب محبتوں پر غالب رہے۔ اسلام کی تعلیم کے حقیقی نمونے احمدی عورتوں میں نظر آتے ہوں۔ احمدیت کی خوبصورت تعلیم کا اظہار اپنے ہر قول و فعل سے کرنے والی ہوں اور اس عملی اظہار کے ذریعہ لوگوں کے دل جیتنے والی ہوں۔ احمدیت کی خاطر ہر قربانی کیلئے تیار ہوں۔ یہاں آ کر دنیا کی ہوا و ہوس کی بجائے اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ اس کے احکامات پر چلنے کا جذبہ ہر جذبے اور ہر خواہش پر حاوی ہو جائے۔ پس ان قربانی کے واقعات اور اپنی تاریخ کو صرف علمی اور وقتی حظ اٹھانے کیلئے نہ سنیں اور پڑھیں بلکہ یہ عزم کریں کہ ہم نے اپنے مقصد پیدائش کو پانا ہے اور اپنی نسلوں کو بھی اسکو حاصل کرنے والا بنانا ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت اور اللہ تعالیٰ کا حقیقی عابد بننا۔ اللہ تعالیٰ اسکی سب کو توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا مکمل متن حسبِ طریق علیحدہ شائع ہوگا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ایک بجکر پینتالیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

اسکے بعد ممبرات لجنہ اور ناصرات کے درج ذیل مختلف گروپس نے اپنی اپنی زبانوں میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ غانا، گیمبیا، جمائیگا، بوزنین، انڈونیشن، سپینش، عربک، مسیڈونین، ترکش، اردو اور جرمن۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کم عمر والے بچوں کے ہال میں تشریف لے گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے درمیان پا کر بچوں اور ان کی ماؤں کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ تھی۔ خواتین نے پیارے آقا کا دیدار کیا اور شرف زیارت حاصل کیا۔ بعد ازاں دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق 4 بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمن اور دوسری مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کے ساتھ ایک پروگرام میں شرکت کیلئے مردانہ جلسہ گاہ تشریف لائے۔ ان مہمانوں کے ساتھ یہ پروگرام کچھ وقت پہلے سے جاری تھا۔

اس پروگرام میں شامل ہونے والے مہمانوں کی تعداد 1021 تھی۔ جرمنی کے مختلف شہروں سے آنے والے مہمانوں کی تعداد 525 تھی جبکہ جرمنی کے علاوہ دوسرے یورپین ممالک بلغاریہ، مسیڈونیا، البانیا، بوزنیا، کوسووو، ہنگری، کروشیا، لتھوانیا، قزاخستان، تاجکستان، اسٹونیا، سلوونیا، جارجیا، وغیرہ سے 320 مہمان شامل ہوئے۔ عرب ممالک سے آنے والے مہمانوں کی تعداد 93 تھی۔ جبکہ افریقہ کے 13 مہمان اور ایشین ممالک سے تعلق رکھنے والے 70 مہمان اس پروگرام میں شامل ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کے بعد پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم صادق علی بٹ صاحب مربی سلسلہ نے کی اور بعد ازاں اس کا جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں 4 بجکر 8 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی میں خطاب فرمایا۔ حضور انور کے خطاب کا اُردو ترجمہ پیش ہے۔

## جرمن مہمانوں سے حضور انور کا خطاب

تشہد و تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ کچھ عرصہ سے جرمنی اور دیگر یورپی ممالک میں دائیں بازو والی پارٹیوں نے زور پکڑا ہے۔ اس پریشان کن رجحان کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان قوموں کے مقامی باشندے مایوسی کا شکار ہو رہے ہیں۔ وہ محسوس کر رہے ہیں جیسے انہیں نظر انداز کیا جا رہا ہے اور ان کے حقوق کی حفاظت ان کے حکمران اور حکومتیں نہیں کر پا رہیں۔ بے شک ان کی بے چینی کے بڑھنے کی ایک وجہ وہ تارکینِ وطن بھی ہیں جو حالیہ سالوں میں بہت سے یورپی ممالک میں آئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جرمنی بھی اسی صورت حال کا شکار ہے، جس نے دوسرے ممالک کی نسبت پناہ گزینوں کی ایک بڑی تعداد کو قبول کیا ہے۔ بہت سے مقامی لوگ خوفزدہ ہیں کہ اسکے نتیجہ میں معاشرے میں عجیب تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ انکی قوم کے وسائل غیر منصفانہ طریق پر تارکین وطن کیلئے استعمال ہو رہے ہیں۔ بہت سے لوگوں کیلئے اصل مسئلہ اسلام ہے لیکن اس کیلئے امیگرانٹ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ درحقیقت تارکین وطن کی کثیر تعداد مسلمانوں کی ہے جو مشرق وسطیٰ کے جنگ سے متاثرہ ممالک سے فرار اختیار کر رہے ہیں۔ پس جب دائیں بازو والے امیگریشن قوانین کے خلاف ریلی کی کال دیتے ہیں تو ان کا اصل نشانہ اسلام ہی ہوتا ہے۔ ان کا مقصد ان ممالک میں مسلمانوں کے داخلے کو روکنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایسے لوگ یہ نظریہ پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام مغربی اقدار کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا اور یہ کہ مسلمان مغربی معاشرے میں ضم نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا یہ دوسرے شہریوں کیلئے خطرہ ہیں۔ پھر بہت سے غیر مسلم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اسلام شدت پسندی کا مذہب ہے اور خیال کرتے ہیں کہ وہ مسلمان جو ہجرت کر کے آ رہے ہیں وہ شدت پسند اور مذہبی جنونی ہونگے، معاشرہ میں زہر پھیلائیں گے، تفریق پیدا کریں گے اور ان کی قوم کے امن اور بھلائی کو خراب کر دینگے۔ یقیناً ایسی آوازیں اس ملک میں خاص طور پر مشرقی جرمنی میں بھی سنی گئی ہیں۔ اس لئے وہاں تحریکیں چل رہی ہیں اور کوششیں ہو رہی ہیں کہ مسجد کی تعمیر نہ ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم احمدیہ جماعت اس قسم کی مخالفت سے محفوظ نہیں ہیں۔ جیسا کہ یہاں جرمنی میں بعض گروپس نے ہمارے خلاف سرگرم تحریکیں چلائی ہیں اور کوشش کی ہے کہ ہمیں نئی مسجد کی تعمیر سے روک سکیں۔ انہوں نے ہمارے خلاف بھی تحریک چلائی حالانکہ ہمارا ماٹو تو یہ ہے کہ ''محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں'' اور ہماری جماعت گزشتہ ایک سو تیس سال سے دنیا بھر میں پیار، محبت اور ہم آہنگی پھیلانے میں پیش پیش ہے۔ ہماری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی ہم نے کوئی مسجد بنائی یا کہیں ہماری جماعت قائم ہوئی تو جلد ہی ہمسایوں کے خوف ہوا میں اُڑ گئے۔ وہ جو پہلے ہمیں شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے جلد ہی ہمارے مخلص دوست اور حمایتی بن گئے۔ ساری دنیا میں ہمارے ہمسائے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ احمدی مسلمان معاشرے میں امن پھیلانے والے ہیں۔ یہ لوگ دنیا میں امن بھائی چارے اور خدمت انسانیت کا پیغام پھیلاتے ہیں۔ لیکن باقی مسلم دنیا کی سنگین صورت حال کے پیش نظر احمدیہ مسلم جماعت کو بھی اس کے نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک اور اعتراض جو تارکین وطن کے وسیع پیمانے پر داخلے کے خلاف لوگ کرتے ہیں یہ ہے کہ پناہ گزین افراد خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کا زیادہ رجحان رکھتے ہیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حالیہ رپورٹس کے مطابق ایک یورپی ملک میں خواتین کی عصمت دری کے واقعات یا اسکی کوشش میں ملوث افراد میں زیادہ تناسب پناہ گزینوں کا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ اعداد و شمار کس حد تک درست ہیں۔ لیکن جب ایسی رپورٹس عام کی جاتی ہیں تو یہ دوسری قوموں کو بھی متاثر کرتی ہیں اور اسکے نتیجہ میں مقامی لوگوں کے خوف اور خدشات بڑھتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک اور پوائنٹ جس پر بہت سی پارٹیاں اور سیاست دان زور دیتے ہیں یہ ہے کہ تارکین وطن کو سنبھالنے کیلئے ان کے روزمرہ کے اخراجات اور ان کی رہائش کیلئے حکومتوں کو بہت سا خرچ کرنا پڑتا ہے۔ جس سے حکومتوں پر بوجھ پڑتا ہے اور بالآخر اس سے مقامی ٹیکس دہندگان متاثر ہوتے ہیں۔ وہ مقامی لوگ جو ایک ملک میں رہتے ہیں اور ٹیکس دیتے ہیں وہ یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا یہ درست ہے کہ ان کے ٹیکس کا روپیہ بجائے ان کی فلاح و بہبود کے منصوبوں پر لگانے کے بیرونی پناہ گزینوں کو سیٹل کرنے پر خرچ کر دیا جائے؟ میں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ یہ حقیقی مسائل ہیں اور تشویش کی اصل وجوہات ہیں۔ لیکن اگر انہیں عقلمندی سے حل نہ کیا گیا تو معاشرے میں تناؤ بڑھے گا۔ بلاشبہ جب بھی بڑے پیمانے پر ہجرت ہوتی ہے تو وہاں امن و امان کے مسائل جنم لیتے ہیں۔ یقیناً پناہ گزینوں میں ایسے بھی پوشیدہ عناصر ہوں گے جو بہت بڑے نقصان کا باعث بن سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر کچھ دن پہلے جرمنی میں مقیم ایک خاتون پناہ گزین کا انٹرویو لیا گیا۔ یہ عراق میں اغوا کی گئی تھی اور لونڈی بنا کر رکھی گئی تھی۔ اس نے بتایا کہ اسے کس قدر خوف اور دھچکا لگا جب اس نے دیکھا کہ اسے اغوا کرنے والا بھی جرمنی میں آزاد گھوم پھر رہا ہے اور وہ دہشت گرد تنظیم کا رکن جرمنی میں ظلم و تعدی کا شکار ہونے والوں کی آڑ میں داخل ہوا ہے۔ یہ وہ بات ہے جس کے متعلق میں پہلے بھی خبردار کر چکا ہوں۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ ہر کیس کو انفرادی لحاظ سے جانچا جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ کوئی شدت پسند دہشت گرد پناہ گزینوں کے روپ میں ہرگز داخل نہ ہونے پائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بہر حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم ممالک سے وسیع پیمانے پر ہجرت کا خوف کچھ حد تک منصفانہ ہے۔ لیکن ایک منصف مزاج، عقلمند شخص کیلئے ضروری ہے کہ وہ تصویر کے دونوں رخ دیکھے اور مسلمانوں اور اسلام کے متعلق کوئی رائے جلد بازی میں قائم نہ کرے۔ صرف اس وجہ سے کہ کوئی شخص اسلام کو شدت پسندی کا مذہب کہتا ہے یا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تمام مسلمان دہشت گرد ہیں تو اس کا یہ دعویٰ اپنے اندر کوئی سچائی نہیں رکھتا بلکہ یہ ضروری ہے کہ تمام حقائق کا حکمت و دانائی سے مکمل جائزہ لیا جائے۔ لہٰذا قبل اس کے کہ یہ نتیجہ قائم کر لیا جائے کہ اسلامی تعلیمات شدت پسندی کا عنصر اپنے اندر رکھتی ہیں، آپ کو چاہئے کہ اس کی مکمل تحقیق کر لیں اور دیکھیں کہ آخر سچ کیا ہے؟ اس کا جائزہ لیں کہ کیا چند نام نہاد مسلمانوں کا شر واقعی اسلامی تعلیمات کی وجہ سے ہے؟ سوچیں کہ کیا واقعی اسلام شدت پسندی کی اجازت دیتا ہے یا پھر ان لوگوں کے لیے سخت سزا تجویز کرتا ہے جو نفرت اور فساد پھیلاتے ہیں؟ کیا اسلام مسلمانوں کو مذہب کے نام پر ملکی قانون کو توڑنے کی اجازت دیتا ہے؟ اسلام مسلمانوں سے معاشرتی حسن سلوک کے بارہ میں کیا توقعات رکھتا ہے؟ کیا اسلام یہ کہتا ہے کہ ریاست پر بوجھ بنو یا پھر سخت محنت کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور ملک سے وفاداری اور معاشرے کی بہتری کیلئے مثبت کردار ادا کرنے کا کہتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ مسلمان جو غلط کام کرتے ہیں وہ اسلام سے متاثر ہو کر ایسا کرتے ہیں تو پھر شاید یہ کہنا ٹھیک ہو کہ دائیں بازو والوں کے خدشات درست ہیں۔ لیکن اگر ایسے نام نہاد مسلمانوں کے اعمال کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہ ثابت ہوا تو پھر ان کے پاس کیا جواز ہوگا؟ کون ذمہ دار ہوگا اگر یہ ثابت ہوا کہ اسلام مخالف پارٹیاں صرف نفرت انگیز خرافات پھیلا رہی ہیں جن کی بنیاد حقائق کی بجائے صرف تصورات پر ہے؟ اس مختصر وقت میں مَیں کچھ نکات پیش کروں گا، مجھے امید ہے کہ اس سے آپ کو کچھ سوالات کے جواب جاننے میں مدد ملے گی اور آپ اصل اسلامی تعلیمات کے مغز کو سمجھ سکیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سب سے پہلے اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جہاں انسان امن سے رہتا ہے وہاں اس پر فرض ہے کہ وہ دوسروں کے لیے بھی امن اور تحفظ کو یقینی بنائے۔ لوگ اکثر ان جنگوں کا ذکر کرتے ہیں جو اسلام کے ابتدائی زمانے میں لڑی گئیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام ایک خون بہانے والا مذہب ہے جو جبر اور زبردستی کی اجازت دیتا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے ابتدائی تیرہ سال تک مسلسل انتہائی بہیمانہ ظلم و ستم برداشت کیا اور کسی قسم کی کوئی جوابی کارروائی نہیں کی۔ تب جا کر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دفاع کی اجازت دی۔ اس اجازت کا ذکر قرآن

## کلامُ الامام

''اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کیلئے
سب سے اوّل تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ۔''
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 615)

طالب دعا: ناصر احمد ایم۔ بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم۔ اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

## کلامُ الامام

''یہ زندگی جس پر فخر کیا جاتا ہے ہیچ ہے اور
ہمیشہ کی خوشی کی وہی زندگی ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوگی۔''
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 616)

طالبِ دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

مجید کی سورۂ حج کی آیات 40 اور 41 میں ہے، جن کی ابھی میری تقریر سے پہلے آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو جن پر ظلم و ستم کیا گیا اور گھروں سے نکالے گئے، اجازت دی گئی ہے کہ وہ مزید ظلم و ستم کا شکار ہونے سے اپنے آپ کو بچائیں۔ تاہم قرآن مجید مزید بیان کرتا ہے کہ اگر مسلمانوں نے اپنے مذہب کا دفاع نہ کیا تو پھر کلیسا، مندر، راہب خانے، مساجد اور تمام عبادت گاہیں بھی خطرے کا شکار ہو جائیں گی۔ اس لیے یہ اجازت تمام لوگوں کے حقوق قائم کرنے کے لیے دی گئی تا کہ وہ آزادی سے اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ قرآن مجید میں سورۂ یونس آیت 100 میں اللہ تعالیٰ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اگر وہ چاہتا تو اپنی مرضی سب پر مسلط کر دیتا اور تمام لوگوں کو مجبور کر دیتا کہ وہ اسلام قبول کریں۔ لیکن اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے آزادیٔ مذہب کو فوقیت دی۔ اسی طرح سورۂ کہف آیت 30 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانوں کو کھلے عام اپنا پیغام پہنچانا چاہئے اور یہ اعلان کرنا چاہئے کہ اسلام سچا مذہب ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ ہر کوئی آزاد ہے چاہے تسلیم کرے یا انکار کر دے۔ آیتِ کریمہ یہ کہتی ہے کہ جو ایمان لائے یا کفر کرے اسے آزادی ہے۔ اسی طرح قرآن مجید ان غیر مسلموں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام ایک پر امن اور احسان کرنے والا مذہب ہے لیکن پھر بھی وہ ایمان لانے سے انکار کر دیتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ امن اور بھائی چارہ کا راستہ اپنانے سے ان کے دنیاوی مفادات کو نقصان پہنچے گا۔ اسی طرح قرآن مجید کی سورۂ قصص آیت 58 میں بیان ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر وہ تمہاری ہدایت کی پیروی کریں تو وہ اپنی زمین پر سے اچک لیے جائیں گے۔

یہ اسلام کی اصل تعلیم ہے۔ یہ ہر مسلمان سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ امن سے معاشرے میں رہے اور اس کی بہتری کے لیے مثبت حصہ ڈالے۔ بلا شبہ وہ مسلمان جو جہاد کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس سے غیر مسلموں پر حملہ کرنا مراد لیں یا پھر انہیں زبردستی اسلام میں داخل کرنا، یہ نظریہ بھی بالکل باطل ہے۔ اس عمل اور ایسے عقائد کا اسلام کی تعلیمات سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک اور الزام جو اسلام پر لگایا جاتا ہے وہ عورتوں سے سلوک کے بارہ میں ہے۔ کچھ غیر مسلم یہ خوف رکھتے ہیں کہ اگر مسلمانوں نے مغرب کی طرف ہجرت کی تو وہ مقامی خواتین کو اپنا شکار بنائیں گے اور ان سے بدسلوکی کریں گے۔ یقیناً کچھ پناہ گزین ایسے جرائم کے مرتکب بھی ہوئے ہیں اور یہ خوف اور بے چینی ان کے ایسے بے شرم رویوں کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ یہاں میں یہ قطعی طور پر بیان کر دوں کہ اگر کوئی عورت کے وقار کو مجروح کرتا ہے یا کسی بھی رنگ میں اس سے بدسلوکی کرتا ہے تو وہ اسلام کی تعلیم کے بالکل خلاف عمل کرتا ہے۔ اسلام ایسے رویے کو گناہ قرار دیتا ہے۔ ایسے مکروہ اور بداخلاقی کے جرم کی انتہائی سخت سزا تجویز کرتا ہے۔ مثلاً اسلام کہتا ہے کہ اگر کوئی ایسے جرم کا مرتکب ہوا تو اسے سب کے سامنے کوڑے لگائے جائیں۔ اس لیے اگر آپ واقعی ایسے رویہ کا قلع قمع چاہتے ہیں تو ایسے مکروہ جرم کے مرتکب مسلمان کو اسلامی قانون کے مطابق سزا دیں۔ اگر چہ مجھے یقین ہے کہ مغربی حکومتیں اس خیال سے اتفاق نہیں کریں گی اور ہیومن رائٹس ایکٹوسٹ تو ضرور اسکی مخالفت کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ پناہ گزینوں کو قبول کرنے میں ایک اور بڑا خدشہ یہ ہے کہ اس سے حکومت پر بہت زیادہ مالی بوجھ پڑتا ہے۔ اس لیے کسی پناہ گزین کو کسی ملک میں استحقاق کی نظر سے داخل نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس سوچ سے داخل ہونا چاہئے کہ وہ اس ملک کے لیے کیا پیش کر سکتا ہے۔ میں پہلے بھی کئی بار یہ کہہ چکا ہوں کہ پناہ گزین اس ملک کے مقروض ہیں جس نے انہیں پناہ دی ہے۔ انہیں متعلقہ حکومت اور عوام کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ اور اس کے عملی اظہار کے طور پر انہیں اپنا وقت صرف میزبان ملک سے فوائد اور الاؤنسز لیتے ہوئے ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ جتنی جلدی ہو سکے انہیں معاشرے کا مفید وجود بننا چاہئے۔ انہیں اپنا روزگار حاصل کرنے کے لیے بھرپور محنت اور کوشش کرنی چاہئے۔ انہیں کام کرنا چاہئے۔ خواہ بالکل معمولی کام ہی کیوں نہ ملے۔ اس سے نہ صرف ان کی عزت اور وقار قائم رہے گا بلکہ اس سے متعلقہ حکومت پر بوجھ بھی کم ہوگا اور مقامی لوگوں کی بے چینی بھی ختم ہوگی۔ ہر مسلمان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہت بہتر ہے۔ بہت سے مواقع پر صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لوگوں نے مدد کی کوشش کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور زیادہ پسند کیا کہ وہ خود کما کر کھائیں۔ اگر پناہ گزینوں کو معمولی کام بھی دیا جائے جو ان کی قابلیت سے کمتر ہو تب بھی وہ کام کرنا چاہئے بجائے اس کے کہ حکومت ہی ان کی تمام ضروریات کو پورا کرتی رہے۔ اگر وہ بوجھ ہی بنے رہیں تو پھر معاشرے میں مثبت حصہ نہیں ڈال سکتے۔ بلکہ بے چینی بڑھانے کا موجب بنتے رہیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کے علاوہ اگر حکومت پناہ گزینوں کو کچھ فوائد اور مالی مدد فراہم کرتی ہے تو انہیں اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ اس سے مقامی لوگوں کی ضروریات زندگی نظر انداز نہ ہوں۔ کچھ ممالک میں پناہ گزین، ٹیکس ادا کرنے والے باشندوں سے زیادہ مفاد حاصل کرتے ہیں۔ اس سے طبعی طور پر عوام میں بے چینی پیدا ہوتی ہے اور پھر اس کا ردّ عمل بھی ہوتا ہے۔ اس لیے ہر حکومت کو دانشمندانہ اور منصفانہ پالیسیاں بنانی چاہئیں جس میں مقامی باشندوں اور پناہ گزینوں کی ضروریات کا برابر خیال رکھا جائے بلکہ مقامی باشندوں سے پناہ گزینوں کی نسبت زیادہ بہتر سلوک ہونا چاہئے۔ کچھ دن قبل پتا چلا ہے کہ جرمن حکومت ایک نئی پالیسی بنا رہی ہے جس میں پناہ گزینوں کیلئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ جرمنی میں سیٹ ہونے سے قبل ایک سال کی کمیونٹی سروس کریں گے۔ کچھ ناقدین ابھی سے یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ یہ صرف سستی مزدوری لینے کا بہانہ ہے ورنہ اس سے انٹیگریشن کے عمل میں کوئی مدد نہیں ملے گی۔ جبکہ میرے خیال میں کوئی بھی جو اپنے معاشرے کی خدمت کر رہا ہے وہ اس خدمت کے ذریعہ اس معاشرے میں انٹیگریٹ ہو رہا ہے۔ یقیناً کمیونٹی سروس ایک مثبت ٹرم ہے کیونکہ اس سے یہ توجہ پیدا ہوتی ہے کہ معاشرے کی خدمت ہر شخص کا فرض ہے۔ اس لیے جرمن حکومت اس پالیسی پر تنقید کی بجائے تعریف کی مستحق ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

صرف میزبان حکومت کی ہی ساری ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ تمام کمیونٹی سروسز مہیا کرے بلکہ اسے پناہ گزینوں کی اس طرح تربیت کرنی چاہئے کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے معاشرے کا مفید وجود بن سکیں۔ اگر پناہ گزینوں کے پاس روزگار کیلئے مناسب قابلیت نہیں ہے تو انہیں اس کی تربیت اور apprentices فراہم کرنے چاہئیں تا کہ وہ جلد از جلد قابلیت حاصل کر سکیں۔ ان کی تربیت کے لیے جو خرچ بھی ہوگا وہ ملک و قوم کے مستقبل کے لیے ایک قیمتی سرمایہ کاری ہوگی۔ جہاں تک سکیورٹی کا پہلو ہے تو جن پناہ گزینوں کے متعلق یا ان کے ماضی کے بارہ میں کوئی شک ہو تو احکام کو ان کے بارہ میں چوکس رہنا چاہئے اور ان کی مسلسل نگرانی ہونی چاہیے یہاں تک کہ تسلی ہو جائے کہ وہ اب معاشرے کیلئے کسی قسم کے خطرے کا باعث نہیں رہے۔ کچھ اسے دوسروں کے ذاتی معاملات میں مداخلت کرنے والی پالیسی خیال کریں گے لیکن معاشرے کو خطرات سے بچانا اور قوم کی سکیورٹی اور تحفظ کو یقینی بنانا کسی بھی حکومت کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یقینا اگر کوئی پناہ گزین شرارت یا فساد کی نیت سے آتا ہے تو وہ اسلام کی تعلیمات کے خلاف عمل کرتا ہے۔ قرآن مجید میں سورۂ بقرہ آیت 192 میں آتا ہے اگر چہ قتل کرنا یقینا ایک گھناؤنا جرم ہے لیکن بدامنی اور نفرت پھیلانا اس سے بھی بڑا جرم ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی کو قتل کرنا کوئی معمولی جرم ہے۔ بلکہ یہ زور دینا مقصود ہے کہ معاشرے میں نفرت بدامنی پھیلانا زیادہ خطرناک ہے اور بالآخر یہ اشتعال انگیزی معاشرے کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ یہ ایسے اختلافات اور جنگوں کا باعث بنتی ہے جس کا نشانہ بہت سے معصوم انسان بنتے ہیں اور ظلم و ستم کا شکار ہوتے ہیں۔ پیغمبرِ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے باقی لوگ محفوظ رہیں۔ پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو تشدد اور شدت پسندی کو فروغ دیتا ہے؟ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام معاشرے میں بدامنی پھیلاتا ہے؟ کوئی کیسے یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اسلام عورت کے وقار کو مجروح کرتا ہے؟ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ دوسروں کے مال و دولت پر قبضہ کر لیں؟ جو کوئی بھی ان جرائم کا مرتکب ہوگا، چاہے وہ اس کا جواز اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں پیش کرے یا نہ کرے، وہ اس کی تعلیمات سے کوسوں دور ہے اور اپنی زیادتیوں کا خود ذمہ دار ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام ہر معاملہ میں مسلمانوں سے دیانتداری کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توقع رکھتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم کی سورۂ بقرہ آیت 189 میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت فرماتا ہے کہ وہ کبھی دولت دھوکہ دہی سے حاصل نہ کریں بلکہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہر حال میں دیانت داری اختیار کریں کہ ہر کوئی ان پر اعتبار کر سکے اور سچ کے اعلیٰ معیار قائم کریں۔ اسی طرح سورۃ مطففین کی آیات 2 تا 4 میں مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے کہ تجارت اور کاروبار میں انصاف سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جب لیتے ہیں تو پورا وزن تول کر لیتے ہیں اور جب دیتے ہیں تو کم وزن تولتے ہیں۔ وہ لوگ جو کاروبار میں اپنے فائدہ کیلئے دوسروں کا استحصال کرتے ہیں ان کیلئے ہلاکت ہے اور وہ آخر کار خائب و خاسر ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سچ یہ ہے کہ اسلام نے معاشرے کو ہر قسم کے ظلم اور ناانصافی سے محفوظ بنا دیا ہے۔ اسلام ہر فردِ معاشرہ کے جان و مال کی حفاظت کرتا ہے۔ اس لیے یہ بہت دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ لوگ پھر بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک پر الزامات لگاتے رہتے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرہ میں ایک منفرد روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا کیا۔ تاریخ انسانیت میں ہمیں کہیں ایسی اعلیٰ اخلاقی اقدار کی مثالیں نہیں ملتیں جیسی ابتدائی مسلمانوں نے قائم کیں۔ وہ دوسرے سے فائدہ نہیں اٹھاتے تھے بلکہ اس بات کو یقینی بناتے تھے کہ دوسرے فریق کے حقوق متاثر نہ ہوں۔ مثال کے طور پر ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابیؓ اپنا گھوڑا دو سو دینار کے عوض بیچنے بازار گئے۔ ایک اور صحابیؓ وہ گھوڑا خریدنے کے لیے آئے تو انہوں نے پہلے صحابیؓ سے کہا کہ دو سو دینار اس گھوڑے کی قیمت بہت کم ہے اور اس کی اصل قیمت پانچ سو دینار ہونی چاہئے۔ پھر کہا کہ وہ کوئی خیرات نہیں لینا چاہتے، دستور کے مطابق سودا کرنا چاہتے ہیں اور پانچ سو دینار ہی دیں گے۔ اس پر گھوڑا بیچنے والے صحابی نے کہا کہ میں بھی کوئی خیرات نہیں لینا چاہتا اس لیے میں بھی اس کی مناسب قیمت دو سو دینار ہی لوں گا۔ لہٰذا ان کی بحث بجائے اپنا فائدہ سوچنے کے، دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لیے تھی۔ تصور کریں کہ اگر معاشرہ کے تمام افراد اس طرح زندگی بسر کریں تو وہ معاشرہ کتنا خوش حال ہوگا۔ ایسا معاشرہ جس میں ہر کوئی اپنے نفس کے فائدہ کی بجائے سب کی بھلائی کے لیے کام کر رہا ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں یہ حقیقی اسلامی معاشرہ ہوگا۔ اگر کوئی یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اسلام کیا پیش کرتا ہے تو اسے ایسی بہترین مثالوں کو دیکھنا چاہئے نہ کہ ایسے لوگوں کو جو خود تفریق کا شکار ہیں اور ناانصافی کرتے ہوئے عدم برداشت کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

وقت کا تقاضا ہے کہ ہم سب، مسلمان اور غیر مسلم اپنے اعمال کے نتائج پر غور کریں۔ آج ہم بڑے فخر سے دنیا کے گلوبل ولیج اور تیز تر سفری سہولیات کا ذکر کرتے ہیں لیکن ان ترقیات کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی احساس ہونا چاہئے کہ دنیا کے بارہ میں ہماری ذمہ داری اب پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔ جہاں کہیں بھی لوگ اپنے وطن میں ظلم و ستم اور بربریت کا شکار ہوتے ہیں تو بین الاقوامی کمیونٹی کو چاہئے کہ


## کلامُ الامام

’’زندہ نبی وہی ہو سکتا ہے جس کے
برکات اور فیوض ہمیشہ کیلئے جاری ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 629)

طالبِ دُعا: سکینہ الہ دین صاحبہ، اہلیہ مکرم سلطان محمد الہ دین صاحب آف سکندر آباد



## کلامُ الامام

’’تم اس بات کو کبھی مت بھولو کہ
خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر جی ہی نہیں سکتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 616)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیما پوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

ان کی مدد کریں۔ ترجیح اس بات کو دینی چاہئے کہ محارب گروہوں میں صلح کروا کر دیرپا امن قائم کیا جائے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر ہمیں اپنے دل ان لوگوں کے لیے وسیع کرنے چاہئیں جو واقعی متاثر ہیں۔ ایسے حقیقی پناہ گزینوں کو جو بلا وجہ ظلم و تعدی کا شکار ہوئے ہیں ہرگز رد نہیں کرنا چاہئے۔ کسی معاشرہ کو یہ اختیار نہیں ہونا چاہئے کہ ان معصوم لوگوں کو دھتکارے جو صرف پر امن طریقہ پر زندگی گزارنا چاہتے ہیں اور اس ملک کے قانون کی پاسداری کرنا چاہتے ہیں جس میں وہ رہتے ہیں۔ بلکہ جن کی زندگیاں تباہ ہو گئیں جنہیں تکلیف پہنچائی گئیں، جو بے کس اور بے یار و مددگار ہیں، ہمیں ان کی مدد کے لیے ہاتھ بڑھانا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آئیں ہم انسانیت کو قائم کریں۔ آئیں ہم اپنی محبت و شفقت ظاہر کریں۔ آئیں ہم ان کی مدد کیلئے اپنے آپ کو پیش کریں اور بوجھ بانٹیں جنہیں اسکی اشد ضرورت ہے۔ دوسری طرف مہاجرین کی بھی نئے ملکوں میں ذمہ داریاں ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ اپنے نئے معاشرہ کے لیے مفید کام کریں اور اس میں انٹی گریٹ ہونے کی پوری کوشش کریں۔ انہیں الگ تھلگ نہیں رہنا چاہئے اور نہ ہی مقامی لوگوں سے تعلق توڑنا چاہئے۔ بلکہ اپنے نئے گھر کی بہتری اور مسلسل ترقی کے لیے کام کرنا چاہئے۔ ہمیں باہم مل کر ایسے طریق ڈھونڈنے چاہئیں جن سے مختلف پس منظر اور ثقافتوں کے لوگ مل جل کر اکٹھے رہ سکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ دنیا ایک گلوبل ویلج کی طرح ہے۔ اس لیے اب ہم ماضی کے ادوار میں نہیں رہ رہے جہاں اگر ایک ملک میں کچھ ہوتا تھا تو صرف وہاں کی مقامی آبادی ہی اس سے متاثر ہوتی تھی یا زیادہ سے زیادہ اس کا اثر اس کے ہمسایہ ممالک تک جاتا تھا۔ اب ہم اس وقت میں رہ رہے ہیں جہاں کسی ایک ملک میں ہونے والے فساد اور تنازعہ کے نتائج ساری دنیا کو متاثر کرتے ہیں۔ اس لیے بجائے ایک دوسرے سے خوف زدہ ہونے کے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ مسائل کو آپس میں برداشت اور محبت سے بیٹھ کر حل کریں۔ ہمارا مقصد اور ہدف اس سے کم نہیں ہونا چاہئے کہ دنیا کے ہر گاؤں شہر اور ملک میں امن قائم ہو جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: احمدیہ مسلم جماعت کا ہمیشہ سے یہی نصب العین رہا ہے اور اس کیلئے ہم ہمیشہ کوشاں ہیں۔ اس کیلئے بنیادی چیز امن ہے اور اس کیلئے ضروری ہے کہ یہ پختہ عقیدہ ہو کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اس طرح ہم اسے پہچانیں گے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر انسانیت اس نتیجہ پر پہنچ جائے تو حقیقی اور دیرپا امن قائم ہو سکتا ہے۔ افسوس کہ ہم اس کے اُلٹ مشاہدہ کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب آنے کی بجائے انسان امن قائم کرنے کیلئے صرف مادی ذرائع کو استعمال کر رہا ہے۔ دن بدن انسان مذہب اور روحانیت سے دور ہوتا جا رہا ہے اور اسکے نتائج بہت خوفزدہ کر دینے والے ہیں۔ یہ میرا پختہ عقیدہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہی ہماری نجات کا ذریعہ اور واحد راستہ ہے جس کے ذریعہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر حقیقی امن قائم کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے یہ میری شدید خواہش اور دعا ہے کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور اس کی سچی تعلیمات کی پیروی کرے۔ آج میں درخواست کرتا ہوں کہ نفسانی اور سیاسی مقاصد کے حصول کی بجائے ہم بلا تمیز رنگ و نسل اور قوم کے تمام انسانوں کے حقوق ادا کریں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ انسان اور خدا کے درمیان خلیج ختم ہو جائے تب ہم دنیا میں حقیقی امن دیکھنے والے ہوں گے۔ آپ سب کا بہت شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب 4 بجکر 45 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے آئے۔

آج شام پروگرام کے مطابق فلسطین، جرمنی میں مقیم البانین احباب اور عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے مہمانوں اور وفود کی ملاقات کا پروگرام تھا۔ 7 بجکر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

سب سے قبل فلسطین سے آنے والی فیملیز نے ملاقات کی سعادت پائی۔ فلسطین سے تین احمدی بہنیں سماح عبدالجلیل صاحبہ، امل عبدالجلیل صاحبہ اور سحر محمود صاحبہ اپنے بچوں کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کے لیے پہنچی تھیں۔ امل عبدالجلیل صاحبہ اور سحر محمود صاحبہ کو ان کے احمدی ہونے کے باعث ان کے خاوندوں کی طرف سے طلاق دے دی گئی۔ ان دونوں بہنوں کی 3/1 کی وصیت بھی ہے۔ یہ گزشتہ سال بھی جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئی تھیں۔

امسال ان بہنوں کے پاس سفر کے اخراجات کے لیے زیادہ رقم نہیں تھی تو انہوں نے کم خرچ پر اپنے بچوں کے ساتھ بڑا لمبا اور تکلیف دہ سفر اختیار کیا۔ محض اس لیے کہ خلیفۂ وقت سے ملاقات کی تڑپ تھی۔ یہ فلسطین کی رہنے والی ہیں۔ وہاں سے بس کے ذریعہ سفر کر کے عمان (اردن) پہنچیں۔ پھر وہاں سے جہاز کا سفر کر کے ملک یونان آئیں۔ یونان سے پھر بس کا سفر اختیار کر کے سائپرس پہنچیں۔ پھر یہاں سے بذریعہ جہاز کوپن ہیگن (ڈنمارک) آئیں اور پھر ڈنمارک سے بذریعہ جہاز برلن جرمنی پہنچیں۔ پھر برلن سے جہاز لے کر جرمنی کے ہی ایک دوسرے شہر سٹٹگارٹ پہنچیں۔ پھر یہاں سے بذریعہ کار مزید دو سے تین گھنٹے کا سفر طے کر کے فرنکفرٹ آئیں اور بیت السبوح پہنچیں اور پھر یہاں سے ڈیڑھ سے دو گھنٹے کے سفر کے بعد جلسہ گاہ کارلسروئے آئیں۔

انہوں نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم مسلسل ڈیڑھ دن کے سفر کے بعد یہاں پہنچی ہیں۔ ہمیں بہت تھکاوٹ تھی لیکن حضور انور کو دیکھ کر اور حضور سے مل کر سب تھکاوٹ دور ہو گئی ہے۔

سماح صاحبہ نے سب کی طرف سے بولنا شروع کیا تو حضور انور نے ازراہ شفقت فرمایا کیا تم سب کی نمائندگی کرو گی۔ اس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ گزشتہ سال ہم میں سے ہر ایک نے بات کرنا چاہی تھی اور نتیجۃً ہم کچھ زیادہ عرض نہ کر سکے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا جو باتیں پچھلے سال رہ گئی تھیں وہ بھی سب کر لیں۔

سماح صاحبہ نے عرض کیا کہ میں محمد علاونہ کی بیوی ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا آپ تو بہت مشہور ہیں۔ (ان میاں بیوی کو مرتد قرار دے کر ان کو آپس میں علیحدہ کرنے کیلئے ان کے خلاف فلسطین کی کورٹ میں کیس کیا گیا ہے اور آج کل فلسطینی میڈیا میں اس کیس کا بہت چرچا ہے اور سوشل میڈیا پر ہزارہا لوگ اس سے باخبر ہیں)

دوسری بہن سحر نے عرض کیا کہ حضور اس کے کیس کے لیے بھی دعا کریں۔

حضور انور نے فرمایا: ہاں مجھے علم ہے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ (سحر کو مرتد قرار دے کر اس کے خاوند نے اس کے خلاف عدالت میں طلاق کی صورت میں کیس کیا ہوا ہے تا کہ خاوند کو کسی قسم کے کوئی حقوق نہ دینے پڑیں۔ پہلے عدالت نے موصوفہ کو مسلمان قرار دیا تھا اب چند ہفتے قبل دوبارہ مرتد قرار دے دیا ہے)

تیسری بہن امل نے عرض کیا کہ میں اپنے بڑے بیٹے کو جو غیر احمدی ہے اس لیے ساتھ لائی ہوں کہ اس پر بھی احمدیت کی حقیقت آشکار ہو جائے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: آخر پر تو سب پر حقیقت آشکار ہونی ہی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس نوجوان جاسم سے دریافت فرمایا کہ جلسہ کیسا لگا۔ اس پر موصوف نے کہا کہ جلسہ بہت اچھا تھا۔ کوئی چیز غیر اسلامی نہیں تھی لیکن میرے کئی سوال ہیں اگر اجازت ہو تو ایک سوال کروں۔ حضور انور نے فرمایا کریں۔

اس پر موصوف نے سوال کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ''التبلیغ'' میں عربوں کو بڑے بڑے القاب دے کر مخاطب کیا ہے۔ انہیں اصفیاء، اتقیا کہا ہے لیکن عربوں نے آج تک آپ کو قبول نہیں کیا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ عربوں میں بھی بہت اچھے لوگ ہیں۔ آپ نے انہیں دعوت دی اور فرمایا کہ جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار۔ اب اگر وہ نہیں آئے تو یہ ان کی بدقسمتی ہے لیکن ان میں سے اچھے اور سعید فطرت لوگ آئے بھی ہیں اور چند میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ آپ نے کہیں پر یہ تو نہیں فرمایا کہ لوگ فوراً مان لیں گے۔ یہ فرمایا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تو تین صدیوں کے بعد غلبہ کے آثار پیدا ہوئے تھے۔ میں مسیح محمدی ہوں میرے بعد اس عرصہ سے پہلے ہی غلبہ کے آثار ظاہر ہو جائیں گے۔ تین سو سال انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔

سماح نے عرض کیا کہ میرا یہ بچہ تنگ کرتا ہے۔ پڑھتا نہیں ہے اور وقف نو میں ہے۔ اس کیلئے دعا کریں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا۔ اس پر سختی نہ کیا کریں۔ ٹھیک ہو جائے گا۔ ملاقات کا یہ پروگرام آٹھ بجے تک جاری رہا۔

بعد ازاں ملک گیبون (Gabon) سے آنے والے وفد کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔ گیبون سے وہاں جماعت کے نیشنل سیکرٹری فنانس بورائمہ شادوس صاحب اور انکی اہلیہ اور بیٹا اور دو بہنیں وفد میں شامل تھیں۔ ملاقات کے دوران بورائمہ صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملک بینن میں اب بڑی جماعت ہے۔ حضور انور دعا کریں کہ اسی طرح ہمارے ملک گیبون میں بھی بڑی جماعت کا قیام عمل میں آئے اور گیبون میں بھی جماعت کو ترقیات عطا ہوں۔

ملک گیبون، بینن کا ہمسایہ ملک ہے اور جماعت کے انتظام کے لحاظ سے بینن کے سپرد ہے اور یہاں ابھی بہت چھوٹی جماعت ہے۔ موصوف نے اپنی بیٹی کے لیے بہتر رشتہ ملنے کے لیے دعا کی درخواست کی۔ وفد کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ علیحدہ علیحدہ اور پھر گروپ تصویر بنوانے کا بھی شرف پایا۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق جرمنی میں مقیم البانین احباب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔ امسال جرمنی بھر سے قریباً 60 البانین افراد نے جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ آج یہ لوگ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پا رہے تھے۔

☆ایک دوست نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ آج ہمیں حضور انور سے ملاقات کا موقع مل رہا ہے۔ ہمارے سارے مرد و خواتین حضور کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ہمیں ملاقات کا موقع عطا فرمایا۔

☆ایک زیر تبلیغ امام ڈاکٹر ہود حاجی زینیلائے صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا (موصوف صوفی طریقہ فکر خلوتی کے امام ہیں) کہ میں جلسہ سالانہ کے انتظامات سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوا ہوں۔ میں نے یہاں جلسہ میں اسلام کی پُرامن تعلیمات کے عملی نمونے دیکھے ہیں۔ نئے سال کے موقع پر احمدی احباب جرمنی بھر میں جو وقار عمل کرتے ہیں اس نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب فرمائے اور ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔

☆ایک دوست نے عرض کیا کہ مجھے جماعت کے کسی پروگرام میں شامل ہونے کا پہلی دفعہ موقع ملا ہے۔ TV کے ذریعہ، میڈیا کے ذریعہ ہم جماعت کی خدمات کو دیکھتے ہیں۔ اس جلسہ کے انتظامات کو دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ آپ کی مدد فرمائے۔

☆ایک دوست نے عرض کیا کہ میں جرمنی میں رہتا ہوں اور اکثر Kosovo کا سفر کرتا رہتا ہوں۔ میں 1994ء سے یہاں ہوں۔ میں جب بھی کوسووو جاتا ہوں تو وہاں اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کرتا ہوں انہیں احمدیت کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ وہاں ہماری مخالفت بھی ہے، دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے صحیح پیغام پہنچانے کی توفیق دے اور میرے رشتہ دار بھی احمدیت میں داخل ہوں۔

☆ایک اور دوست نے عرض کیا کہ میں Kosovo سے آیا ہوں اور یہاں جرمنی میں رہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے آج مجھے یہ پہلا موقع دیا ہے کہ میں حضور کو اتنے قریب سے دیکھ رہا ہوں۔ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ حضور سے ملاقات ہوئی ہے۔

☆ایک صاحب محترم آونی کامیری صاحب نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا: میں اللہ تعالیٰ کا بہت

## کلامُ الامام

''دُعا اپنی زبان میں بھی کر سکتے ہو بلکہ چاہئے کہ مسنون ادعیہ کے بعد اپنی زبان میں آدمی دعا کرے۔''

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 4)

طالبِ دُعا: الہ دین فیملیز، بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

## کلامُ الامام

''اگر اللہ کے ساتھ صدق و وفا میں ترقی کرے تو نُورٌ عَلیٰ نُور۔''

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 48)

طالبِ دُعا: مقصود احمد ڈار ولد مکرم محمد شہبان ڈار، ساکن شورت، تحصیل وضلع کولگام (جموں کشمیر)

شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اپنے خلیفہ سے مصافحہ اور معانقہ کا شرف حاصل کرنے کی توفیق دی۔ حضور انور کے وجود سے محض محبت کی کرنیں نکل رہی تھیں جن کا اظہار جلسہ سالانہ کے بابرکت ایام میں ہر لمحہ ہوتا رہا۔ حضور انور سے میری ملاقات ایک ناقابل فراموش واقعہ ہے کیونکہ اس سے پہلے میں کبھی خواب میں بھی حضور انور کو نہیں ملا تھا۔

ملاقات کے بعد میری ملاقات ایک الجیرین دوست سے ہوئی ان کے ساتھ میرا گزشتہ 20 سال سے تعارف ہے۔ جب میں نے اُسے بتایا کہ میں نے ان دونوں ہاتھوں سے پیارے آقا سے مصافحہ کیا ہے۔ تو اُس نے اِس خواہش کا اظہار کیا کہ مجھ سے بغلگیر ہو کر برکت حاصل کرے۔ میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے کہ فی الحقیقت خلیفۃ المسیح کی برکت سے یہ محبت ہم میں سرایت کر گئی ہے۔ بعد ازاں ایک پاکستانی احمدی بھائی نے بھی اسی وجہ سے مجھ سے معانقہ کیا۔ اس کے بعد میرا دل اللہ تعالیٰ کی جماعت کی محبت سے بھر چکا تھا۔ میری یہی دعا ہے کہ پیارے آقا سے معانقہ کی برکات میرے وجود سے جماعت کے مفاد میں ظاہر ہوں۔ مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ میں نے پیارے آقا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کا تحفہ پیش کیا۔ اُس وقت مجھے یوں لگ رہا تھا کہ گویا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے سامنے رونق افروز ہیں۔

☆ محترم اِلیر چُولیا نجی صاحب ایک پرانے احمدی ہیں۔ موصوف کو پہلی مرتبہ حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضور انور کے ساتھ ملاقات کی کیفیت کو الفاظ میں بیان کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ خلافت کے ذریعہ حاصل ہونے والے اس روحانی مائدہ سے صرف ہم احمدی ہی نہیں بلکہ دوسرے مسلمان بھی جلد فیضیاب ہوں گے جن کو اس مائدہ کی شدید ضرورت ہے۔

☆ ایک دوست نے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں خانہ کعبہ کا حج کر رہا ہوں۔ دیکھا کہ خانہ کعبہ کا غلاف ہٹا ہوا ہے اور خانہ کعبہ اندر سے ایک ریسٹورنٹ کی طرح نظر آ رہا ہے اور خانہ کعبہ کے ساتھ ایک دو منزلہ گھر ہے جس میں مَیں نے احمدی احباب کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا جو آپ نے ریسٹوریںٹ کی طرز پر دیکھا ہے اسکا مطلب تو یہ ہے کہ لوگ خانہ کعبہ میں اپنی دنیاوی اغراض کیلئے جانے لگ گئے ہیں اور دنیاوی لحاظ سے زیادہ مقام دیا جانے لگا ہے۔ خدا کرے کہ وہ وقت جلد آئے جب احمدی وہاں جانے لگ جائیں تا کہ خانہ کعبہ کی اصل غرض بحال ہو اور اس کو اسکا اصل روحانی مقام ملے۔ خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ یہ وقت کب آئے گا۔

حضور انور نے اس حوالہ سے ''تذکرۃ الاولیا'' میں درج عبداللہ بن مبارکؒ کی ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خواب میں فرشتہ نے بتایا کہ اس سال کسی کا بھی حج قبول نہیں ہوا۔ سوائے ایک شخص کے جو حج کرنے نہیں آیا لیکن اسکا حج قبول ہوا۔

☆ ایک نوجوان خادم کے بارہ میں بتایا گیا کہ یہ بچہ والدین کی شادی کے سات سال بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعا سے پیدا ہوا تھا۔ حضورؒ نے ہومیوپیتھک نسخہ بھی بھجوایا تھا۔ اس بچے کی خواہش ہے کہ حضور انور سے معانقہ کرے۔ حضور انور نے از راہ شفقت اسے شرف معانقہ عطا فرمایا۔ اس نوجوان نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔ (باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

## بقیہ خطاب حضور انور از صفحہ 2

اطاعت کے ساتھ اس کیلئے وقف کیا جائے جیسے کہ اسکی محبت اور اطاعت کا تقاضا ہے۔

آپؐ مزید فرماتے ہیں کہ دوسرا مقصد یہ ہے کہ خدا کی مخلوق سے سچی ہمدردی کی جائے۔ تمام لوگوں کو اپنی تمام طاقتیں اور استعدادیں خدا کی مخلوق کی خدمت میں صرف کرنی چاہئیں اور بادشاہوں سے لے کر عام لوگوں تک ہر ایک سے حسن سلوک سے پیش آیا جائے۔

جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے باوجود اس کے کہ ہم امن پسند اور قانون کی پابندی کرنے والے لوگ ہیں ہمیں بعض ممالک میں مسجدیں بنانے کے حق سے محروم کیا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ ہم اس شہر میں مسجد کی تعمیر کی اجازت ملنے کو یہاں کے لوگوں کا ایک بہت بڑا احسان سمجھتے ہیں۔ اس نے ثابت کر دیا ہے کہ والسال کے لوگ اور اس کے اردگرد کی کمیونٹیز ایسے لوگ ہیں جو مختلف کمیونٹیز اور عقائد رکھنے والوں کیلئے کھلے دل رکھتے ہیں۔ ہم اس احسان کو کبھی فراموش نہیں کریں گے اور اس بات کو اپنا ایک مذہبی فریضہ سمجھیں گے کہ اس کمیونٹی کے لوگوں کا خیال رکھیں۔ وطن سے وفادار رہیں اور اس کی خدمت کیلئے اور جب بھی اور جہاں بھی اس کو مدد کی ضرورت پڑے ہر قسم کی مدد کیلئے ہمیشہ مستعد رہیں۔

علاوہ ازیں ہم نہ صرف ان لوگوں کی مدد کی کوشش کرتے ہیں جو ہماری مدد کریں بلکہ دوسروں کو رِلیف دینا اور نوع انسان کی جسمانی اور ذہنی تکلیفوں کو دور کرنا ہمارا مشن ہے اور ہمارے مذہب کا جُزو لاینفک ہے۔ مثال کے طور پر افریقہ میں بلا لحاظ مذہب و عقیدہ ہم نے اسکول اور ہسپتال بنائے ہیں جو تعلیم دے رہے ہیں اور مقامی لوگوں کو صحت کی سہولتیں مہیا کر رہے ہیں۔ اسی طرح ایسی کمیونٹیز میں جہاں روشنی کا کوئی بھی انتظام نہیں تھا ہم شمسی توانائی کے پینلز (Panels) کے ذریعہ بجلی مہیا کر رہے ہیں۔ اسی طرح افریقہ میں پانی کے بحران پر قابو پانے کیلئے مختلف مقامات پر واٹر پمپ لگا کر اور پینے کا صاف پانی مہیا کر کے دُور دراز کے دیہات میں انہیں یہ سہولت مہیا کر رہے ہیں۔

افریقہ میں پانی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جہاں روز عورتیں اور بچے اپنے سروں پر برتن رکھ کر میلوں پیدل چلتے ہیں تا کہ اپنی فیملیز کے لئے پانی لا سکیں۔ اگرچہ وہ پانی جس کے حصول کیلئے وہ اتنی مشقت اٹھاتے ہیں وہ بیکٹیریا کی وجہ سے گندہ ہوتا ہے اور کئی بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے جب ایسے محروم لوگ اچانک صاف اور محفوظ پانی اپنے گھروں کے پاس پاتے ہیں تو اس طرح خوشی مناتے ہیں گویا انہیں دنیا جہان کا خزانہ مل گیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے جب پہلی دفعہ پانی نل سے پانی بہتا دیکھتے ہیں تو ان کے چہروں پر ظاہر ہونے والی غیر معمولی خوشی کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ ہم ان پر کوئی احسان کر رہے ہیں بلکہ ہمیں اس بات کا موقع دے کر کہ ہم ان کی مدد کر سکیں وہ ہم سے احسان کا سلوک کر رہے ہیں۔ یہ حقیقی اسلام ہے۔ یہ مذہب ہمدردی اور حُسنِ سلوک کا مذہب ہے اور ایسا مذہب ہے جو ناانصافی اور تفریق کی دیواروں کو محبت اور انسانیت کی طاقت سے گرانے والا ہے۔ اس لئے ہم کسی شخص، تنظیم یا قوم سے ان خدمات پر تعریف کے طلب گار نہیں ہیں۔ ہم صرف اپنے خالق اللہ کے اجر کے طالب ہیں جو تمام بنی نوع انسان کی حاجات کو پورا کرنے والا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر اسلام کی تعلیمات کو ایک سادہ جملہ میں ادا کیا جائے تو وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور حقوق العباد کی ادائیگی۔ اور یہی وہ دو تقاضے ہیں جن کو پورا کرنے کیلئے ہماری تمام مساجد تعمیر ہوتی ہیں۔ اب جبکہ اس مسجد کا افتتاح ہو چکا ہے میں امید رکھتا ہوں اور مقامی احمدیہ جماعت کے افراد سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ نہ صرف اس مسجد میں خدا کی عبادت کا حق ادا کریں گے بلکہ لوکل کمیونٹی کی خدمت کیلئے اپنی کوششوں کو مسلسل بڑھاتے چلے جائیں گے اور بہترین شہری اور بہترین ہمسائے ہونے کا ثبوت دیں گے۔ اللہ ان سب کو اسکی توفیق عطا بخشے۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا میں دل کی گہرائیوں سے یہ دعا کرتا ہوں کہ یہ مسجد سارے علاقہ کیلئے روشنی کی قندیل ہو اور باہمی اتفاق والی اور امن کا ایک نشان ہو۔ آخر میں ایک دفعہ پھر میں آپ سب کا جو آج کی شام ہمارے ساتھ یہاں شامل ہیں مخلصانہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اگر آپ میں سے کسی کے دل میں اس مسجد کے بارہ میں کوئی اندیشے تھے تو وہ دور ہو گئے ہوں گے۔ آپ سب کا بہت بہت شکریہ۔

......☆......☆......☆......

## حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَیں اس وقت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین قرار پایا ہوں جب کہ آدم ابھی تخلیق کے مراحل میں تھے۔ (مسند احمد)

طالب دُعا: محمد معین الدین، صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی (تلنگانہ)

## حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کیلئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے

یعنی میں اچھے اور اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کیلئے مبعوث ہوا ہوں۔ (مؤطا امام مالک)

طالب دعا: محمد منیر احمد، امیر ضلع نظام آباد (صوبہ تلنگانہ)

## ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

خَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى

(سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے)

طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

سٹڈی ابراڈ

All Services free of Cost

Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.

About Us

Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years

Achievements

- NAFSA Member Association , USA.

- Certified Agent of the British High Commission
- Trusted Partner of Ireland High Commission
- Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.

Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh.
Phone : +91 40 49108888.

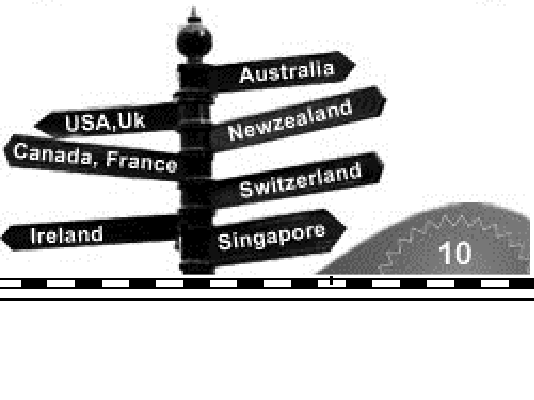


Study Abroad

10 Offices Across India

بیرون ممالک میں اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں

CMD: Naved Saigal

Website:www.prosperoverseas.com
E-mail: info@prosperoverseas.com
National helpline: 9885560884

## تمہارا کام اب یہ ہونا چاہئے کہ دعاؤں اور استغفار اور عبادت الٰہی اور تزکیہ و تصفیہ نفس میں مشغول ہو جاؤ

## ہر قسم کے حسد، کینہ، بغض، غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور غفلت سے بچو اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے

### خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 13/اپریل 2018 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

**سوال** حضور انور نے اس زمانے میں دنیا میں رونما ہونے والے فساد کا کن الفاظ میں نقشہ کھینچا؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: اس زمانے میں دنیا میں ہر طرف فتنہ و فساد برپا ہے۔ کہیں دین کے نام پر فساد برپا ہے تو کہیں طاقت اور برتری ثابت کرنے کے لئے فساد برپا ہے۔ کہیں غربت اور امارت کے مقابلے کی وجہ سے فساد ہو رہا ہے تو کہیں سیاسی جماعتوں کے حکومتی اختیارات سنبھالنے کے لئے فساد ہو رہا ہے۔ کہیں گھروں میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑے ہیں تو کہیں ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے فتنہ و فساد برپا ہے۔ کہیں نسلی برتری ثابت کرنے کے لئے فساد کی کوششیں کی جارہی ہیں تو کہیں اپنا حق لینے کے لئے غلط طریق اختیار کر کے فتنہ و فساد کی کوشش کی جارہی ہے۔

**سوال** حضور انور نے مسلمانوں کے سب سے زیادہ فسادوں کی نذر ہونے کی کیا وجہ بیان فرمائی؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: مسلمانوں کے پاس ایک مکمل کتاب اپنی اصلی حالت میں موجود ہے اور پھر خدا تعالیٰ نے اس زمانے کے امام کو بھی بھیجا ہے۔ لیکن بجائے اس کے کہ مسلمان خدا تعالیٰ کے فرستادے کی بات سنیں، ان کی اکثریت دین کے نام پر فساد پیدا کرنے والے علماء کے پیچھے چل پڑی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرستادے کی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان دنیا اس وقت سب سے زیادہ فسادوں کی نذر ہورہی ہے۔

**سوال** حضور انور نے مسلمانوں کے آپسی فسادات کا کیا نقصان بیان فرمایا؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: ان کے دینی اور دنیاوی رہنما انہیں اندھیروں میں دھکیل رہے ہیں اور آپس میں ایک ہی ملک کے رہنے والے شہری ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہورہے ہیں۔ اور اس بات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بیرونی دنیا خاص طور پر غیر مسلم طاقتیں مسلمانوں کے گروہوں کو لڑانے اور اپنے مفادات حاصل کرنے کے لئے جنگی ساز و سامان بھی دے رہی ہیں اور فوجی مدد بھی دے رہی ہیں۔

**سوال** ان حالات میں حضور انور نے احمدیوں کو کس بات کی طرف توجہ دینے کی تلقین فرمائی؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: یہ حالت جہاں ہمیں اپنے لئے اور عامّۃ المسلمین کے لئے دعاؤں کی طرف متوجہ کرنے والی ہونی چاہئے وہاں ہمیں اس طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے کہ اپنی عملی اور روحانی حالتوں کو ویسا بنائیں جیسا حضرت مسیح موعودؑ ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اگر ہماری عملی حالتیں ایسی نہیں ہیں جیسا آپ ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں تو عین ممکن ہے کہ ہم بھی اس گروہ میں شامل ہوجائیں جو فتنہ و فساد میں مبتلا ہے۔

**سوال** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بیعت کے بعد اپنے اندر کیا تبدیلی پیدا کرنے کی تلقین فرمائی؟

**جواب** حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اس پُرآشوب زمانے میں جب کہ ہر طرف ضلالت، غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے تقویٰ اختیار کریں۔ اس زمانے میں ہر ایک جگہ سچا تقویٰ اٹھ گیا ہوا ہے اور سچا ایمان بالکل نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اسی لئے مبعوث کیا ہے کہ یہ باتیں پھر پیدا ہوں۔ اسی لئے ہماری تبلیغ ہے کہ تقویٰ کی زندگی حاصل ہوجاوے۔

**سوال** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی کیا حقیقت بیان فرمائی ہے اور ہم اسے کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟

**جواب** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: اسلام اللہ تعالیٰ کے تمام تصرّفات کے نیچے آجانے کا نام ہے اور اس کا خلاصہ خدا کی سچی اور کامل اطاعت ہے۔ مسلمان وہ ہے جو اپنے تمام وجود کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے وقف کر دے اور حقیقی مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت کسی جزا اور سزا کے خوف کی بنا پر نہ ہو بلکہ فطرت کا طبعی خاصہ ہو پھر وہ محبت ایک بہشت پیدا کر دیتی ہے۔ اس لئے میں تم کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اسی راہ سے داخل ہونے کی تعلیم دیتا ہوں کیونکہ بہشت کی حقیقی راہ یہی ہے۔

**سوال** جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا تنبیہ فرمائی؟

**جواب** حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اس سلسلہ کو بدنام کرتا ہے۔ جس طرح بہشت کے کئی دروازے ہیں کہ کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے اور کوئی کسی سے۔ اسی طرح دوزخ کے کئی دروازے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم ایک دروازہ تو دوزخ کا بند کرو اور دوسرا کھلا رکھو۔

**سوال** حقیقی طور پر ایک شخص جماعت میں کس طرح داخل ہوسکتا ہے؟

**جواب** حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: یاد رکھو محض اسم نویسی سے کوئی جماعت میں داخل نہیں جب تک وہ حقیقت کو اپنے اندر پیدا نہ کرے۔ آپس میں محبت کرو۔ اتلاف حقوق نہ کرو۔ ایک دوسرے کے حق نہ مارو اور خدا کی راہ میں دیوانہ کی طرح ہو جاؤ تا کہ خدا تم پر فضل کرے۔ اس سے کچھ باہر نہیں۔

**سوال** خدا تعالیٰ کے فضلوں کو کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کیلئے کامل ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جیسے زبان سے شیرینی یا مصری کہہ دینے سے منہ میٹھا نہیں ہوجاتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی محبت اور توحید کا زبانی اقرار فائدہ نہیں دے گا جب تک عملی حصہ نہ ہو اور عملی حصہ اسی وقت ثابت ہوگا جب دنیا کو مقدم کرنے کا بوجھ اتار کر دین کو مقدم کرو گے۔ ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو پھر دین کو مقدم کرو۔ اگر تمہارے اندر وفاداری اور اخلاص نہیں ہے تو تم جھوٹے ہو اور ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہوگا جس میں وفاداری نہیں ہے۔

**سوال** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا کیا طریق بیان فرمایا؟

**جواب** حضور علیہ السلام نے فرمایا: دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہوجاتا ہے۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ تجارت نہیں کرنی۔ نہیں! صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ دوسرے وہ ہیں جو دین کی ترقی کی فکر میں ہوجاتے ہیں۔ یہ گروہ حزب اللہ کہلاتا ہے جو شیطان کے لشکر پر فتح پاتا ہے۔ میں زیادہ امید ان پر کرتا ہوں جو دینی ترقی اور شوق کو کم نہیں کرتے۔ جو اس شوق کو کم کرتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ شیطان ان پر قابو نہ پالے۔ اس لئے کبھی سست نہیں ہونا چاہئے۔

**سوال** جو علمی ترقی چاہتا ہے اسے کیا کرنا چاہئے؟

**جواب** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کرے۔ قرآن شریف ایک دینی سمندر ہے جس کی تہہ میں بڑے بڑے نایاب اور بے بہا گوہر موجود ہیں۔

**سوال** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقویٰ کی کیا اہمیت بیان فرمائی ہے؟

**جواب** حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: اگر تم تقویٰ کرنے والے ہو گے تو ساری دنیا تمہارے ساتھ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو ایسی خوش قسمت دے کہ وہ بدیوں سے جنگ کرنے والے ہوں اور تقویٰ اور طہارت کے میدان میں ترقی کریں یہی بڑی کامیابی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی چیز مؤثر نہیں ہوسکتی۔ اس وقت کُل دنیا کے مذاہب کو دیکھ لو کہ اصل غرض تقویٰ مفقود ہے اور دنیا کی وجاہتوں کو خدا بنایا گیا ہے۔ حقیقی خدا چھپ گیا ہے اور سچے خدا کی ہتک کی جاتی ہے۔ مگر اب خدا چاہتا ہے کہ وہ آپ ہی مانا جاوے اور دنیا کو اس کی معرفت ہو۔

**سوال** آپسی تعلقات اور ایک دوسرے کی تکالیف کو سمجھنے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا نصیحت فرمائی؟

**جواب** حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ دستور ہونا چاہئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور ان کو طاقت دی جاوے۔ اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى کہ نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ۔ عملی، ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہوجاؤ۔ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو۔ کوئی جماعت جماعت نہیں ہوسکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے اور اس کی یہی صورت ہے کہ ان کی پردہ پوشی کی جاوے۔ ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔

**سوال** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہماری اصلاح کیلئے کون سی کتاب پڑھنے کی تلقین فرمائی؟

**جواب** حضور علیہ السلام نے فرمایا: کشتی نوح کا بار بار مطالعہ کرو اور اس کے مطابق اپنے آپ کو بناؤ۔ کشتی نوح میں مَیں نے اپنی تعلیم لکھ دی ہے اور اس سے ہر ایک شخص کو آگاہ ہونا ضروری ہے۔ چاہئے کہ ہر ایک شہر کی جماعت جلسے کر کے سب کو یہ سنا دے۔ ایک مستعد اور فارغ شخص کو بھیج دی جاوے جو پڑھ کر سنا دے اور اگر یونہی تقسیم کرنے لگو تو خواہ پچاس ہزار ہو کافی نہیں ہوسکتی ہیں۔ اس ترکیب سے اسکی اشاعت بھی ہوجائے گی اور وہ وحدت جو ہم چاہتے ہیں جماعت میں پیدا ہونے لگے گی۔

**سوال** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں برائیوں سے بچنے کے لیے کیا نصیحت فرمائی؟

**جواب** حضور علیہ السلام نے فرمایا: تمہارا کام اب یہ ہونا چاہئے کہ دعاؤں اور استغفار اور عبادت الٰہی اور تزکیہ و تصفیہ نفس میں مشغول ہوجاؤ۔ اس طرح اپنے تئیں مستحق بناؤ خدا تعالیٰ کی عنایات اور توجہات کا جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے میرے ساتھ بڑے بڑے وعدے اور پیشگوئیاں ہیں جن کی نسبت یقین ہے کہ وہ پوری ہوں گی مگر تم خواہ نخواہ ان پر مغرور نہ ہو جاؤ۔ ہر قسم کے حسد، کینہ، بغض، غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور غفلت سے بچو اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ اس لئے متقی بننے کی فکر کرو۔

**سوال** خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے خاص طور پر کیا دعا کرنے کی طرف توجہ دلائی؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: ان دنوں میں خاص طور پر پاکستان کے حالات کے متعلق بھی دعا کریں اور پاکستانیوں کو خود بھی اپنے متعلق اور اپنے لئے بہت دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ہر شر سے محفوظ رکھے۔ عمومی طور پر ملک کے اندر بھی مولویوں کی وجہ سے جو فساد دوبارہ برپا ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ملک کو بھی محفوظ رکھے۔

**سوال** حضور انور نے دنیا کے موجودہ حالات کے پیش نظر کیا دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: عام طور پر دنیا کے لئے بھی دعا کریں بڑی تیزی سے یہ اب جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ روس اور امریکہ دونوں تیاریوں میں مصروف ہیں۔ اصل میں تو یہ مظلوموں کو حق دلوانے کے نام پر مسلمان ملکوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بھی عقل دے اور یہ ان لوگوں سے مدد حاصل کرنے کی بجائے خود اپنے فیصلہ کرنے والے ہوں۔ اپنے عوام کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ عوام اپنی حکومت کے حق ادا کرنے والی ہو۔ اور یہ دہشت گرد گروپ جو اسلام کے نام پر حرکتیں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی بھی پکڑ کرے اور دونوں فریقوں کو عقل اور سمجھ دے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ زمانے کے امام کو ماننے والے ہوں کیونکہ اس کے بغیر اب کوئی اور چارہ نہیں۔

......☆......☆......☆......

# نماز جنازہ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23/ جولائی 2018ء بروز سوموار نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

## نماز جنازہ حاضر

**☆مکرم عبید الرحمٰن کامران صاحب (جرمنی)**

10/ جولائی 2018ء کو حرکت قلب بند ہونے سے 53 سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپکی فیملی یُوکے میں مقیم تھی اور 20/ جولائی کو آپ نے بھی جرمنی سے مستقل طور پر یُو.کے شفٹ ہونا تھا کہ اچانک وفات ہوگئی۔ نمازوں کے پابند، مہمان نواز، اطاعت گزار، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ گہرا محبت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ اور والدہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

## نماز جنازہ غائب

**(1) مکرم چوہدری ریاض احمد کاہلوں صاحب**
**(نارتھ جرسی، امریکہ)**

21/ مئی 2018ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب مرحوم کے بیٹے تھے جن کو بطور امیر جماعت سانگلہ ہل اور شیخوپورہ خدمت کی توفیق ملی۔ صوم وصلوۃ کے پابند، مہمان نواز ہر ایک کے ہمدرد ایک نیک، باوفا اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم منور احمد صاحب نیوجرسی جماعت میں سیکرٹری جائیداد کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں اور آپ کے نواسے مکرم مرزا عمر احسان نیر صاحب حال ہی میں جامعہ کینیڈا سے فارغ ہونے کے بعد مربی سلسلہ بنے ہیں۔

**(2) مکرم عبد الکریم صاحب (دارالانوار ربوہ)**

19/ مارچ 2018ء کو 94 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ قبول احمدیت کے بعد قادیان ہجرت کر کے آگئے۔ دوسری عالمی جنگ میں برما کے محاذ پر رہے۔ حفاظت خاص میں تین خلفاء کے ساتھ بطور باڈی گارڈ خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوۃ کے پابند بہت اطاعت گزار، ایک مخلص، باوفا اور نیک انسان تھے۔

**(3) مکرمہ طاہرہ حمید صاحبہ**
**اہلیہ مکرم چوہدری محمد حمید صاحب (لاہور)**

4/ جون 2018ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے پڑدادا حضرت منشی ابراہیم صاحب اور دادا حضرت منشی قمر الدین صاحب دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ مرحومہ عبادت گزار، صوم وصلوۃ کی پابند، بہت ملنسار، ہنس مکھ، مہمان نواز اور دھیمے مزاج کی خاتون تھیں۔ انکا سب سے نمایاں وصف جماعتی خدمت کا جذبہ تھا۔ 56 سال تک کراچی، راولپنڈی اور لاہور کی لجنہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ ایم.ٹی.اے بہت شوق اور اہتمام سے دیکھا کرتی تھیں۔ خلافت سے بہت گہرا تعلق تھا۔ الفضل اور دیگر جماعتی کتب اکثر زیر مطالعہ رکھتیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم مشہود احمد صاحب ظفر (مربی سلسلہ، ڈریسڈن، جرمنی) کی خوش دامنہ تھیں۔

**(4) مکرم ناصر احمد صاحب**
**(کنور، پینگاڑی، کیرالہ، انڈیا)**

23/ مئی 2018ء کو ابوظہبی میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے جن میں جماعتی خدمت کا جذبہ سب سے نمایاں تھا۔ کم وبیش 25/30 سال ان کے گھر پر نماز جمعہ ادا کی جاتی رہی اور آخر وقت تک آپ نے اس کیلئے خاص اہتمام جاری رکھا۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

**(5) مکرم رشید احمد صاحب بھٹی (جھنگ)**

10/ جون 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے ضلع جھنگ میں سیکرٹری مال، سیکرٹری اصلاح وارشاد، سیکرٹری تحریک جدید اور صدر اصلاحی کمیٹی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی اور ہمیشہ انتہائی اخلاص کے ساتھ جماعت کی خدمت بجالاتے رہے۔ ہمیشہ بڑے اچھے انتظام اور سلیقے سے کام کیا کرتے تھے۔ جماعت اور خلافت کیلئے بہت غیرت رکھتے تھے۔

**(6) مکرم شیخ جمیل احمد رشید صاحب ابن مکرم شیخ مسعود احمد رشید صاحب (حلقہ ڈیفنس ناصر، لاہور)**

16/ جون 2018ء کو 91 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت صوفی مولا بخش صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ مرحوم کو حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ دینی خدمت بجالانے کے علاوہ گلبرگ لاہور کی جماعت کا پہلا صدر بننے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ آپ کچھ عرصہ کیلئے کینیڈا چلے گئے تھے لیکن تقریباً دو سال پہلے واپس پاکستان شفٹ ہوگئے تھے۔ جماعتی کاموں اور تبلیغ کے میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

**(7) مکرم تنویر احمد شاہد صاحب**
**ابن مکرم محمد لطیف صاحب (شارجہ)**

25/ اپریل 2018ء کو 59 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 40 سال تک جماعت احمدیہ شارجہ کے فعال ممبر رہے۔ طویل عرصہ تک نیشنل سیکرٹری مال اور سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ اسکے علاوہ جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے ہر طرح کے پروگراموں کی تیاری میں بھی بھرپور خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔

**(8) مکرم محمد عطاء اللہ صاحب**
**ابن مکرم محمد عبد اللہ ڈار صاحب (کوئٹہ)**

16/ مارچ 2018ء کو 73 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم صوم وصلوۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، بہت نیک اور باوفا انسان تھے۔ باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ 2010ء کے سانحہ لاہور میں مسجد بیت النور میں موجود تھے اور وہاں زخمیوں کی خدمت بجالاتے رہے۔ جوہر ٹاؤن لاہور میں زعیم انصار اللہ اور کوئٹہ میں سیکرٹری رشتہ ناطہ کے علاوہ ربوہ میں دفتر صدر عمومی میں خدمت کی توفیق پائی۔

**(9) مکرم چوہدری صادق علی ہندل صاحب**
**(بہلول پور، حال لاہور)**

6/ فروری 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ سیالکوٹ کے ایک زمیندار گھرانہ سے تعلق تھا۔ 15 سال کی عمر میں ایک خواب کے نتیجہ میں احمدیت قبول کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد برٹش آرمی میں بھرتی ہوگئے اور جنگ عظیم دوم کے دوران مختلف ملکوں میں مقیم رہے۔ صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے تلاوت کرنے والے، مہمان نواز، ایک نیک، دیانت دار، صابر وشاکر اور اطاعت گزار انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ بہت عشق کا تعلق تھا۔

**(10) مکرمہ ساجدہ پروین صاحبہ (واہ کینٹ)**

19/ اپریل 2018ء کو 57 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ صوم صلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ کامرہ میں چھ سال صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

**(11) عزیزم فاران عابد (وقف نو)**
**ابن مکرم زاہد عابد صاحب (مربی سلسلہ، کینیڈا)**

30/ جون 2018ء کو 2 سال کی عمر میں وفات پا گیا۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ وقف نو کی تحریک میں شامل تھا۔ ایم.ٹی.اے پر آنے والی تمام نظموں خصوصاً جن میں حضور انور کی تصویر ہوتی، انہیں بہت شوق سے دیکھتا اور سنتا تھا۔ سورۃ فاتحہ بہت حد تک یاد تھی اور اذان کے الفاظ بھی بولنے کی کوشش کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......

## صدر انجمن احمدیہ کے ادارہ جات میں خدمت کے خواہشمند متوجہ ہوں

صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بطور محرر خدمت کے خواہش مند احباب کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ (1) امیدوار کی عمر 25 سال سے کم ہونی ضروری ہے۔ امیدوار نے کم از کم 2+10 سیکنڈ ڈویژن میں 45 فیصد نمبروں سے پاس کی ہو۔ زائد تعلیم ہونے کی صورت میں بھی کم از کم سیکنڈ ڈویژن یا اس سے زائد نمبر ہوں (2) وہ امیدوار جو میٹرک پاس کرنے کے بعد جامعہ احمدیہ میں کم از کم دو سال تعلیم حاصل کر کے امتحان میں کامیاب ہوگئے ہوں مکرم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ کی تصدیق وسفارش کے بعد درجہ دوم کے امتحان میں شامل ہو سکتے ہیں (3) امیدوار کا خوش خط ہونا لازمی ہوگا (4) امیدوار کا اردو کمپوزنگ جاننا ضروری ہے اور رفتار کم از کم 25 الفاظ فی منٹ ہونی چاہئے (5) صرف وہ امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے محررین کیلئے لئے جانے والے امتحان اور انٹرویو میں پاس ہوں گے (6) جو دوست صدر انجمن احمدیہ میں بطور محرر خدمت کے خواہش مند ہوں اور مندرجہ بالا شرائط پر پورا اُترتے ہوں وہ درخواست دے سکتے ہیں۔ درخواست فارم نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان سے منگوا لیں۔ اپنی درخواست مجوزہ فارم کی تکمیل کر کے نظارت دیوان میں بھجوادیں۔ درخواست فارم ملنے پر امتحان کا انعقاد کیا جائے گا۔ اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں آئیں گی انہیں پر غور ہوگا (7) نصاب امتحان کمیشن برائے کارکنان درجہ دوم کے ہر جز میں کامیاب ہونا لازمی ہے جو درج ذیل ہے ● قرآن کریم ناظرہ مکمل۔ پہلا پارہ باترجمہ ● چالیس جواہر پارے، ارکان اسلام، نماز مکمل باترجمہ ● کشتی نوح، برکات الدعا، دینی معلومات ● مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ ● نظم از درّثمین (شان اسلام) ● انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ (2+10) ● حساب بمطابق معیار میٹرک، عام معلومات (8) تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والوں کا انٹرویو ہوگا۔ خدمت کیلئے انٹرویو میں کامیابی لازمی ہے (9) تحریری امتحان وانٹرویو دونوں میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے (10) اگر کسی امیدوار کی جماعت کی کسی آسامی میں سلیکشن ہوتی ہے تو اس صورت میں اس کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا (11) سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ہوں گے۔

**(ناظر دیوان، صدر انجمن احمدیہ قادیان)**

مزید معلومات کیلئے رابطہ کر سکتے ہیں: موبائل: 09815433760، 09464066686 دفتر: 01872-501130

E-mail: nazaratdiwanqdn@gmail.com

## ارشاد باری تعالیٰ

وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (سورۃ البقرہ: 111)

ترجمہ: اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو

طالب دُعا: محمد عرفان ولد ایم. ایم محمد محبوب صاحب، جماعت احمدیہ جکّور (صوبہ کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’مشکل حالات سے نکلنے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ مارچ 2017)

طالب دُعا: بشیر احمد مشتاق (صدر جماعت احمدیہ حلقہ اِرم لین) سری نگر، جموں اینڈ کشمیر

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’زیادہ سے زیادہ واقفین نو کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آنا چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ مارچ 2017)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

PHLOX
All for dreams

PHLOX EXIM(OPC) PRIVATE LIMITED
MARCHENT EXPORTER OF DERMA COSMETICS, COSMETICS, MEDICATED AND NUTRITIONAL PRODUCTS

OFFICE NO. B/205, SIGNATURE-II, BUSINESS PARK
SARKHEJ SANAND ROAD SARKHEJ CIRCLE
AHMEDABAD-382210, GUJARAT (INDIA)
Mob: +91 8335898045 Tel: +91 7966177405
E MAIL: PHLOXEXIM@GMAIL.COM
WEB: WWW.PHLOXEXIM.IN

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

سہارا آٹو ٹریڈرز
SAHARA AUTO TRADERS
Rexines & Auto Tops
Motor Line Road, Mahboob Nagar
Pro. V.Anwar Ahmad
Mob. : 9989420218

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
*a desired destination*
*for royal weddings & celebrations.*
# 2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَسِّعۡ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

Prop. Mir Ahmed Ashfaq
Cell: 9701226686, 7702164917, 7702164912

A.S.
WEIGH BRIDGE
100 TONS ELECTRONIC TRAILER
WEIGH BRIDGE
NATIONAL HIGHWAY 44, KURNOOL ROAD, JEDCHARLA

Ahmad Travels Qadian
Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

Prop: S.I.A.Javeed
Syed Lubaid Ahamed
Contact Details. : 080-22238666, 080-22918730
Mobile : 9900422539, 9886145274
Website : www.jnroadlines.com

J.N. ROADLINES
No.75
F.C. Complex
1st Main Road
K.P. New Extension
J.C. Road, Bangaluru
- 560 002
طالب دعا: سید اقبال احمد جاوید اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ بنگلور، صوبہ کرناٹک)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زد جام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

رابطہ: عبد القدوس نیاز
098154-09445
ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدر الدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
*Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments*

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

Pro. B.S.Abdul Raheem
S.A. POULTRY HOUSE
Broiler Integration & Feeds
( Godrej Agrovet Ltd )

Office Address :
Cuttlery Building
Opp Pvt Bus Stand, Nellikatte, PUTTUR
Contact No : 9164441856, 9740221243

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian
کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

MBBS IN BANGLADESH
**Why MBBS in Bangladesh?**
• Secure Enviroment • Education at par with India • Food habits same as in India • Nearest to India, one can travel by road, by train & by air also • Good Faculty & Infrastructure

DEGREE RECOGNISED BY MCI/IMED/OTHER WORLD BODIES

**The Admissions avaliable in following Medical Colleges**
• Bangladesh Medical College Dhaka • Dhaka Community Medical College Dhaka • Dhaka National Medical College Dhaka • Holy Family Medical College Dhaka • Community Based Medical College Mymensingh • Monno Medical College Maniknagar • Uttara Adhynukh Medical College Dhaka • Tairunessa Medical College Dhaka • International Medical College Dhaka • TMSS Medical College Bogra • Green Life Medical College Dhaka • Popular Medical College Dhaka • Anwar Khan Modern Medical College Dhaka • Diabetic Medical College Faridpur • Ragaeb Rabeya Medical College Dhaka

**Some of the Women's Medical Colleges are**
• Addin Womens Medical College • Addin Sakina Medical College Jessore • Sylhet Womnes Medical College Sylhet • Z.H.Sikder Womens Medical College Dhaka • Uttara Womens Medical College Dhaka

Bilal Mir
Needs Education Kashmir
An ISO 9001:2008Certified consultancy
Qureshi Building Opposite Akhara Building Budshah chowk Srinagar-190001,Kashmir India
Mobile : +91 - 9419001671 & 9596580243

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
طالب دعا
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

Valiyuddin
+ 91 99000 77866
FAWWAZ OUD & PERFUMES
No. 44, Castle Street, Ashoknagar,
Opp. Hotel Empire, Bengaluru - 560 025.
+91 80 41241414
valiyuddin@fawwazperfumes.com
www.fawwazperfumes.com
FAWWAZ

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت

وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَيۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِيۡلِ○لَاَخَذۡنَا مِنۡهُ بِالۡيَمِيۡنِ○ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡهُ الۡوَتِيۡنَ○

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ (سورۃ الحاقۃ 45 تا 47)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام بانی مسلم جماعت احمدیہ نے اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے رُوحانی تعلق پر متعدد مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بتایا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ ایسے اکثر و بیشتر ارشادات کو یکجا کر کے ایک کتاب

**"خدا کی قسم"**

کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ کتاب حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات بذریعہ پوسٹ کارڈ/ای میل **مفت** کتاب حاصل کریں۔

E-Mail : ansarkkq@gmail.com
Ph : 01872-220186, Fax : 01872-224186
Postal-Address:Aiwan-e-Ansar,Mohalla Ahmadiyya,Qadian-143516,Punjab
For On-line Visit :https//:www.alislam.org/urdu/pdf/khuda-ki-qasam.pdf


# JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

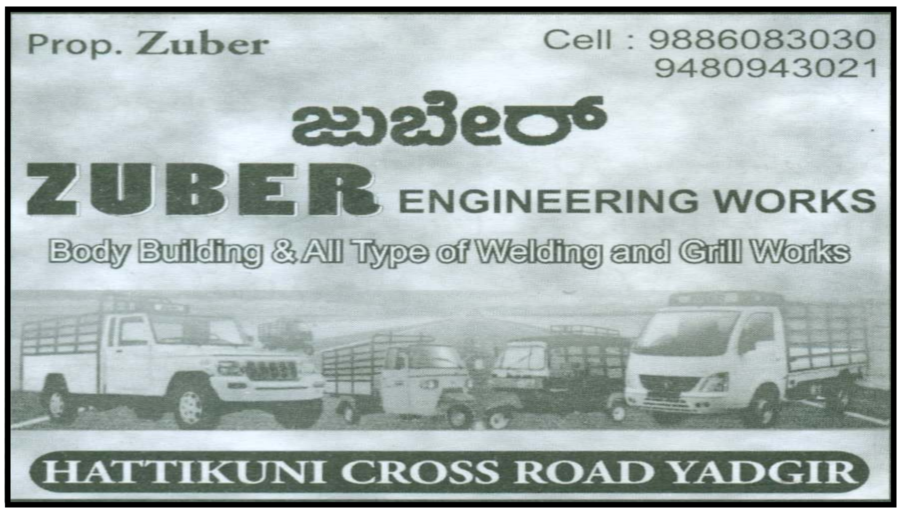


وَسِّعۡ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

G.M. BUILDERS & DEVELOPERS
RAICHURI CONSTRUCTION
SINCE 1985
OFFICE:
PLOT NO.6 DURGA SADAN TARUN BHARAT CO.OP
HSG. SOC, NEAR CIGARETTE FACTORY,
CHAKALA, ANDHERI (EAST), MUMBAI-400069
TEL 2825831O, MOB. 09987652552
E-MAIL: RAICHURI.CONSTRUCTION@GMAIL.COM

INDIAN ROLLING SHUTTERS
IRS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
**Prop : HAMEED AHMAD GHOURI**
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(صوبہ آندھرا پردیس)

99633 83271 Pro. SK.Sultan 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
Rajahmundry
Kadiyapu lanka, E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 953053272

JANIC
CONSTRUCTION PVT. LTD
Mohammad. Janealam Shaikh
وَسِّعۡ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
E-Mail id : janicconstruction@gmail.com
Mobile No: 09082768330, 09647960851
Res : Mazagaon, Mumbai - 400010

*SUIT SPECIALIST*
*Proprietor*
SYED ZAKI AHMAD
Bandra, Mumbai
Mobile : 09867806905

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(صوبہ تلنگانہ)

KONARK Nursery Hyderabad
MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

# UNIKCARE HOSPITAL

Dr. M.A.Razak (MBBS,DNB(Med)FCCP FIAG)
Consulting Physician & Director
New Mallepally, Hyderabad (T.S)
e-mail : drmarazak@rediffmail.com
Mobile : 9866320619 Office :040-23237021

**J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers**
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
**Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery**

**وصایا** منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

**مسل نمبر** 9066: مَیں سمسورہ بیگم زوجہ مکرم سلیم الدین خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 40 سال پیدائشی احمدی، ساکن کوٹ پلّہ ڈاکخانہ رگڑی پاڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2ر جولائی 2018 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/1200 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ ہارون رشید　　الامۃ: سمسورہ بیگم　　گواہ: مشتاق احمد

**مسل نمبر** 9067: مَیں نویدہ بیگم زوجہ مکرم کلیم الدین خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 42 سال پیدائشی احمدی، ساکن کوٹ پلّہ ڈاکخانہ رگڑی پاڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2ر جولائی 2018 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/5000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ ہارون رشید　　الامۃ: نویدہ بیگم　　گواہ: مشتاق احمد

**مسل نمبر** 9068: مَیں نور جہاں بیگم زوجہ مکرم شیخ بشیر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 46 سال پیدائشی احمدی، ساکن کوٹ پلّہ ڈاکخانہ رگڑی پاڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2ر جولائی 2018 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کے پھول 10 گرام 22 کیریٹ، حق مہر: -/10,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیخ ہارون رشید　　الامۃ: نور جہاں بیگم　　گواہ: مشتاق احمد

**مسل نمبر** 9069: مَیں سائرہ بانو زوجہ مکرم شاہد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 25 سال پیدائشی احمدی، ساکن پنکال ڈاکخانہ نواپٹنہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4ر جولائی 2018 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کے پھول 5 گرام، گلے کا ہار 5 گرام (22 کیریٹ)، حق مہر: -/50,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ ہارون رشید　　الامۃ: سائرہ بانو　　گواہ: محمد معراج علی

**مسل نمبر** 9070: مَیں تبارک خان ولد مکرم ثناء اللہ خان صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان ریٹائرڈ عمر 70 سال پیدائشی احمدی، ساکن کوٹ پلّہ ڈاکخانہ رگڑی پاڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2ر جولائی 2018 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ رہائشی زمین 4 گونٹھ مع گھر، زرعی زمین 5ر ایکڑ۔ میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/4,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ ہارون رشید　　العبد: تبارک خان　　گواہ: مشتاق احمد

**مسل نمبر** 9071: مَیں مقیم خان ولد مکرم مسعود خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 46 سال پیدائشی احمدی، ساکن کوٹ پلّہ ڈاکخانہ رگڑی پاڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2ر جولائی 2018 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 10 گونٹھ زمین پر مکان قیمت سات لاکھ روپئے، زرعی زمین 3ر ایکڑ قیمت تین لاکھ روپئے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیخ ہارون رشید　　العبد: مقیم خان　　گواہ: مشتاق احمد

**مسل نمبر** 9072: مَیں ایجابل خان ولد مکرم ایشاد خان صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ کاشتکاری عمر 75 سال پیدائشی احمدی، ساکن کوٹ پلّہ ڈاکخانہ رگڑیپاڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2ر جولائی 2018 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ رہائشی زمین 1 گونٹھ مع مکان (قابل تقسیم)، زرعی زمین 14 گونٹھ۔ میرا گزارہ آمد از خورد ونوش ماہوار -/1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیخ ہارون رشید　　العبد: ایجابل خان　　گواہ: مشتاق احمد

**مسل نمبر** 9073: مَیں مبشر احمد ولد مکرم ادریس خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 43 سال پیدائشی احمدی، ساکن N.B.D-1/7 نیا بازار ضلع پارادیپ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28ر جون 2018 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/15,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: مبشر احمد خادم　　العبد: مبشر احمد　　گواہ: شیخ ہارون رشید

**مسل نمبر** 9074: مَیں ارادت حسین خان ولد مکرم منظور حسین خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 30 سال پیدائشی احمدی، ساکن M.A/74 مدھوبن ضلع پارادیپ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28ر جون 2018 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مبشر احمد خادم　　العبد: ارادت حسین خان　　گواہ: شیخ ہارون رشید

**مسل نمبر** 9075: مَیں مسعود احمد خان ولد مکرم سہمود خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 50 سال پیدائشی احمدی، ساکن C.H.A-36 مدھوبن ضلع پارادیپ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28ر جون 2018 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مبشر احمد خادم　　العبد: مسعود احمد خان　　گواہ: شیخ ہارون رشید

Prop. Tanveer Akhtar　　8010090714, 8447373088

FANZY COLLECTIONS

Exclusive Place for Coats, Pants
Indo-Wester, Jeans & Sherwani

A-5, Buddha Tower, Near Noida Sector-18, Metro Station
Atta Market, Sector-27, Noida - 201301

NAIEM GARMENTS　QILA BAZAR (POONCH) J&K
All kinds of Readymade Garments
Prop : MOHAMMAD SHER　Contact : 9596748256

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2016-18 Vol. 67 Thursday 11-October-2018 Issue. 41

MANAGER
NAWAB AHMAD
Tel. : +91 1872 224757
Mobile : +91 94170 20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

**ANNUAL SUBSCRIPTION** : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ

# حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہما کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز و دلنشین تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 5 اکتوبر 2018 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن (لندن)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعود کے بارے میں کچھ روایات رہ گئی تھیں جو میں بیان کروں گا۔ عبداللہ بن مسعود اللہ تعالیٰ سے قرب اور تعلق میں غیر معمولی مقام رکھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جن صحابہ کے نمونے کو مشعل راہ بنانے کے لئے بطور خاص ہدایت فرماتے تھے ان میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ کے علاوہ عبداللہ بن مسعودؓ کا نام بھی شامل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود کا طریق مضبوطی سے پکڑو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؓ پر ایک خاص اعتماد تھا اور عبداللہ بن مسعود کو بھی ایک غیر معمولی عشق تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے آپ کو ایک متقی پرہیز گار اور عبادت گزار انسان بنا دیا تھا۔ عبادت اور نوافل سے ایسی رغبت تھی کہ فرض نمازوں اور تہجد کے علاوہ چاشت کے وقت کی نماز کا بھی اہتمام فرماتے تھے۔ اسی طرح ہر سوموار اور جمعرات کو نفلی روزہ رکھتے تھے۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ تہجد وغیرہ کی ادائیگی کے لئے بدن میں کمزوری محسوس ہونے لگتی ہے اس لئے کم نفلی روزوں کا اہتمام کرتا ہوں۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود سے تقریر کے لئے فرمایا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد صرف یہ کہا کہ اے لوگو! اللہ ہمارا رب ہے قرآن ہمارا رہنما ہے بیت اللہ ہمارا قبلہ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن مسعود نے درست کہا اور مجھے بھی اپنی امت کے لئے وہ پسند ہے جو ابن مسعود نے پسند کیا۔ حضرت علی جب کوفہ میں تشریف لے گئے تو آپ کی مجلس میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی تعریف کرتے ہوئے لوگوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے بڑھ کر اعلیٰ اخلاق والا اور نرمی سے تعلیم دینے والا اور بہترین صحبت اور مجلس کرنے والا اور انتہائی خدا ترس اور کوئی نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت علی نے فرمایا میں بھی عبداللہ بن مسعود کے بارے میں یہی رائے رکھتا ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ بہتر رائے رکھتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی اطاعت رسول کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ بیان فرمایا ہے کہ حدیثوں میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کی طرف آرہے تھے آپ ابھی گلی میں ہی تھے کہ آپ کے کانوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی کہ بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز سنی تو وہیں بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے گھسٹ گھسٹ کر مسجد میں پہنچے۔ کسی شخص نے جو اس راز کو نہیں سمجھتا تھا کہ اطاعت اور فرمانبرداری کی روح ہی دنیا میں قوموں کو کس طرح کامیاب کرتی ہے، جب حضرت عبداللہ بن مسعود کو اس طرح چلتے دیکھا تو اس نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب تو یہ تھا کہ مسجد میں جو لوگ کناروں پر کھڑے ہیں وہ بیٹھ جائیں مگر آپ گلی میں ہی بیٹھ گئے ہیں اور گھسٹتے ہوئے مسجد میں آئے ہیں۔ آپ کو چاہئے تھا کہ جب مسجد پہنچتے تو اس وقت بیٹھتے گلی میں بیٹھ جانے کا کیا فائدہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا ہاں ہو تو سکتا تھا لیکن اگر مسجد پہنچنے سے پہلے ہی میں مرجاتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم میرے عمل میں نہ آتا اور کم سے کم ایک بات ایسی ضرور رہ جاتی جس پر میں نے عمل نہ کیا ہوتا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید لکھتے ہیں کہ انہی عبداللہ بن مسعود کا واقعہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ایک دفعہ حج کے ایام میں مکہ مکرمہ میں چار رکعتیں پڑھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حج کے لئے تشریف لائے تھے تو آپ نے وہاں دو رکعتیں پڑھی تھیں کیونکہ مسافر کو دو رکعت نماز پڑھنے کا ہی حکم ہے۔ اس پر لوگوں میں ایک شور برپا ہو گیا کہ حضرت عثمان نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بدل دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان کے پاس لوگ آئے اور انہوں نے دریافت کیا کہ آپ نے چار رکعتیں کیوں پڑھی ہیں؟ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ میں نے ایک اجتہاد کیا اور وہ یہ اجتہاد تھا کہ اب دُور دُور کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں بہت سے لوگ دُور دُور سے حج کے لئے بھی آنے لگ گئے ہیں اور ان میں سے اکثر کو اب اسلامی مسائل اتنے معلوم نہیں جتنے پہلے لوگوں کو معلوم ہوا کرتے تھے۔ اب وہ صرف ہمارے افعال کو دیکھتے ہیں وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں، یعنی پرانے مسلمان اور جس رنگ میں وہ ہمیں کوئی کام کرتا دیکھتے ہیں اسی رنگ میں خود کرنے لگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی اسلام کا حکم ہے۔ یہ لوگ چونکہ مدینہ میں بہت کم آتے ہیں اور انہیں وہاں رہ کر ہماری نمازیں دیکھنے کا موقع نہیں ملتا تو اس لئے میں نے یہی خیال کیا کہ اب حج کے موقع پر انہوں نے مجھے دو رکعت نماز پڑھتے دیکھا یعنی قصر کرتے دیکھا تو اپنے علاقے میں جاتے ہی کہنے لگ جائیں گے کہ خلیفہ کو ہم نے دو رکعت نماز پڑھاتے دیکھا ہے اس لئے اسلام کا اصل حکم یہی ہے کہ دو رکعت نماز پڑھی جائے اور لوگ چونکہ اس بات سے ناواقف ہوں گے کہ دو رکعت نماز سفر کی وجہ سے پڑھی گئی ہے اس لئے اسلام میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور لوگوں کو ٹھوکر لگے گی۔ پس میں نے مناسب سمجھا کہ چار رکعت نماز پڑھا دوں تا کہ نماز کی چار رکعت انہیں بھولے نہ۔ شور مچانے والے فتنہ پرداز کچھ لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس بھی پہنچے۔ آپؓ نے اُنہیں کہا کہ دیکھو ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم فتنہ اٹھائیں کیونکہ خلیفہ وقت نے کسی حکمت کے ماتحت ہی ایسا کام کیا ہو گا کوئی حکمت ہو گی جو ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ پس تم فتنہ نہ اٹھاؤ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں نے بھی ان کی اقتداء میں چار رکعتیں ہی پڑھی ہیں مگر نماز کے بعد میں نے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ لی کہ خدایا تو ان چار رکعتوں میں سے میری وہی دو رکعتیں قبول فرمانا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ خلافت کی اطاعت کا اس میں کیسا عمدہ نمونہ پایا جاتا ہے۔ ان کو معلوم نہ تھا کہ حضرت عثمان نے کس وجہ سے دو کی بجائے چار رکعتیں پڑھی ہیں لیکن انہوں نے خلافت کی اطاعت کی۔ یہی وجہ تھی کہ باوجود اس بات کے کہ صحابہ بالکل اَن پڑھ تھے لیکن ساری دنیا پہ یہ لوگ چھا گئے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رات کے وقت ایک قافلہ سے ملے اندھیرے کی وجہ سے اہل قافلہ کو دیکھنا ممکن نہ تھا اس قافلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود بھی موجود تھے۔ حضرت عمر نے ایک آدمی کو قافلہ والوں سے پوچھنے کے لئے بھیجا کہ وہ کہاں سے آئے ہیں۔ اس آدمی کے استفسار پر حضرت عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا۔ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یعنی دور کے راستے سے۔ پھر پوچھا کہاں جا رہے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ بَیْتُ الْعَتِیْقِ یعنی خانہ کعبہ جا رہے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا کہ ان لوگوں میں کوئی عالم ہے۔ پھر ایک آدمی کو حکم دیا کہ ان کو آواز دیکر پوچھو کہ قرآن کریم کی سب سے عظیم آیت کون سی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا آیت الکرسی۔ پھر پوچھا کہ قرآن کریم کی محکم ترین آیت کون سی ہے۔ تو عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ قرآن کی جامع ترین آیت کون سی ہے؟ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۔ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ۔ پھر پوچھا کہ قرآن کریم کی خوفناک ترین آیت کون سی ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا کہ لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَھْلِ الْکِتٰبِ ؕ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ ۙ وَلَا یَجِدْ لَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا۔ حضرت عمر فاروق نے کہا کہ ان سے پوچھو کہ قرآن کریم کی سب سے امید افزا آیت کون سی ہے؟ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا کہ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ساری باتیں سننے کے بعد فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ کیا تمہارے درمیان عبداللہ بن مسعود ہیں۔ قافلہ کے لوگوں نے کہا کیوں نہیں اللہ کی قسم ہمارے درمیان موجود ہیں۔ حضرت عمر نے یہ باتیں سن کے فرمایا کہ آپ علم فقہ سے لبریز ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ جمعرات کے روز وعظ فرمایا کرتے تھے۔ شام کے وقت اس وعظ میں بالعموم آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں سے صرف ایک حدیث سنایا کرتے تھے اور حدیث بیان کرتے وقت آپ کے جذب و شوق اور عشق رسول کا منظر دیدنی ہوتا تھا۔ آپ کے شاگرد مسروق کہتے ہیں کہ ایک روز آپ نے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنائی اور جب ان الفاظ پر پہنچے کہ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ کہ میں نے خدا کے رسول سے سنا تو مارے خوف اور خشیت سے آپ کے بدن پر ایک لرزہ طاری ہو گیا یہاں تک کہ آپ کے لباس سے بھی جنبش محسوس ہونے لگی۔ آپ کی خدا خوفی کا یہ عالم تھا کہ فرمایا کرتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ مرنے کے بعد اٹھایا نہ جاؤں اور حساب کتاب سے بچ جاؤں۔ آپ نے وصیت کی کہ آپ کا کفن سادہ چادروں کا ہو اور وفات کے بعد حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کے ساتھ دفن کیا جائے۔ حضرت عثمان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرے صحابی جن کا آج میں ذکر کروں گا ان کا نام حضرت قدامہ بن مظعون ہے۔ حضرت قدامہ بن مظعون حضرت عثمان بن مظعون کے بھائی ہیں اور حضرت عمر کی بہن حضرت صفیہ آپ کے عقد میں تھیں۔ قبول اسلام کے وقت ان کی عمر انیس برس کی تھی گویا عین جوانی میں ہی انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور ہجرت مدینہ کے وقت آپ کا سارا خاندان مکہ میں اپنے مکانوں کو بالکل خالی چھوڑ کر مدینہ چلا گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپ نے حضرت قدامہ اور ان کے بھائیوں کو مستقل رہائش کے لئے قطعات زمین مرحمت فرمائے۔ حضرت قدامہ دونوں ہجرتوں یعنی ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ میں شامل ہوئے۔ انکو غزوہ بدر اور احد سمیت تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شامل ہونے کی توفیق ملی۔ حضرت قدامہ نے 36 ہجری میں 68 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ یہ دین کا فہم و ادراک اور اطاعت و وفا کے حقیقی نمونے اور عشق رسول کے اعلیٰ معیار ان صحابہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمیں بھی حاصل کرنے، اپنانے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کے فتنوں کا حصہ بننے سے ہمیں ہمیشہ بچائے۔

حضور انور نے فرمایا: نماز کے بعد میں دو جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا مکرمہ امۃ الحفیظ بھٹی صاحبہ اہلیہ محمود بھٹی صاحب کراچی کا ہے۔ یہ لمبا عرصہ صدر لجنہ ضلع کراچی رہیں۔ 27 ستمبر کو 93 سال کی عمر میں انکی وفات ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ 1936 سے قادیان کے دینی ماحول میں رہیں۔ 1948 میں شادی کے بعد کراچی آنے کے ساتھ ہی لجنہ اماء اللہ کراچی میں خدمات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تحریک جدید کی پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ عدنان ویدن بروک صاحب کا ہے، جو بلجیم کے نیشنل سیکرٹری امور خارجہ تھے۔ 29 ستمبر کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عدنان صاحب نے خود تحقیق کر کے 1994ء میں بیعت کی۔ ان کی والدہ کہتی ہیں کہ میرا بیٹا عدنان والد کے نقش قدم پر چلنے والا تھا۔ نماز کا پابند، جماعت کی خدمت کرنے والا خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والا اور خطبہ جمعہ ہر ہفتہ خود سنتا اور اپنے بچوں کو بھی سنواتا تھا۔ جماعت کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہتا۔ خلافت سے بہت گہرا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور جماعت کو اور ایسے جاں نثار عطا فرماتا چلا جائے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of the Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad